جلد نمبر 1 | ستمبر 2010ء | شمارہ 9

قیمت فی شمارہ -/20 روپے

سالانہ زر تعاون

-/240 روپے

www.islahunnisa.com
islahunnisa@gmail.com

خط و کتابت
دفتر ماہنامہ بنات اہلسنت
بالمقابل جامعہ حقانیہ نزد پیکجز فیکٹری قینچی امرسدھو لاہور
042 36185019

ایک نظر میں

قال اللہ تعالیٰ:

ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقھم بعض الذی عملوا ...... الخ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ بر و بحر میں جو فساد ظاہر ہو رہا ہے، لوگوں کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہے یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان بداعمالیوں کی سزا کا بعض حصہ چکھائیں۔

تشریح: مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے بر و بحر میں جو فساد ظاہر ہو رہا ہے اس کا سبب بتلایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں کہ بر و بحر کا فساد لوگوں کی بداعمالیوں کا نتیجہ اور خمیازہ ہے۔ یہ دنیا میں کچھ عذاب چکھایا جا رہا ہے باقی اصل عذاب تو آخرت میں ہوگا۔

اس وقت ہمارے ملک پاکستان میں ہر طرف سیلاب اور طوفانی بارشوں کا عذاب آیا ہے۔ جس نے بستیوں کی بستیاں اپنی لپیٹ میں لے لی ہیں اور 2 کروڑ کے لگ بھگ افراد اس سے متاثر ہوئے ہیں، لوگوں کے گھر بار مال مویشی بہہ گئے، فصلیں تباہ ہو گئیں اور کئی افراد اس میں جاں بحق بھی ہو گئے۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم سب مل کر اپنے بھائیوں کی امداد کریں اور اس کڑے وقت میں آیت کریمہ: ''**لاالہ الاانت سبحانک انی کنت من الظّٰلمین**'' کا ورد کریں اور توبہ عاجزی کے ساتھ اپنے رب کو منائیں۔ اللہ عمل کی توفیق سے نوازے۔

آمین یارب العالمین

عـن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال فی المعتکف ھو یعتکف الذنوب ویجری لہ من الحسنات کعا مل الحسنات کلھا.

(مشکوۃ)

ترجمہ: آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اعتکاف کرنے والا گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اوراس کے لیے نیکیاں اتنی ہی لکھی جاتی ہیں جتنی کہ کرنے والے کے لیے۔

تشریح: مذکورہ بالا حدیث مبارک میں آپ ﷺ نے معتکف (اعتکاف کرنے والا یا اعتکاف کرنے والی) کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اعتکاف کرنے والا گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اوراس کے لیے اتنی ہی نیکیاں لکھی جاتی ہیں جتنی کہ وہ شخص جو اعتکاف میں نہیں بیٹھا اور نیکیاں کررہا ہے۔ یعنی معتکف کو اعتکاف کا ثواب تو ملتا ہے ہی اس کے ساتھ ساتھ وہ نیکی کے کام جو یہ حالت اعتکاف میں نہیں کرسکتا اللہ اپنے فضل سے ان کا ثواب بھی اس اعتکاف کرنے والے کو عطا کرتا ہے۔

نوٹ: یاد رہے کہ مرد کے لیے اعتکاف کی جگہ مسجد ہے اور عورت کے لیے اپنا گھر جس جگہ وہ نماز ادا کرتی ہے۔ اس مسئلہ پر اس شمارے میں ایک مفصل اور مدلل مضمون آرہا ہے اس کو ضرور پڑھ لیا جائے۔ اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق سے نوازیں۔

آمین یارب العالمین

اے میرے الہ! کیا ماجرا ہے؟ اب نظر اٹھتی ہے تو ہر طرف سے پریشانیوں کے بت کھڑے دکھائی دیتے ہیں۔ اب تو قلم کا وظیفہ محض فریادیں کرنا اور غم کے نوحے لکھنا ہی رہ گیا ہے۔

وطن عزیز پاکستان کو نجانے کس کی نظر لگ گئی ہے کہ امن، سکون، اطمینان، راحت، محبت، موانست، اخوت و بھائی چارگی اس سے دور بھاگنے لگے ہیں اور بے چینی، خوف و ہراس، تشدد، ناانصافی اور ظلم کے بھوت اس کو نگلنے کے لیے منہ کھولے کھڑے ہیں۔

اس تغیر و تبدل کا ذمہ دار اور قصوروار کون ہے؟ اس کا جواب جس قدر آسان ہے اسی قدر ہم نے پیچیدہ بھی بنا رکھا ہے۔ جب قوم اجتماعی گناہوں میں بے محابہ شریک ہے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ آفات و بلیات نازل ہوتی ہیں جن کو روکنا پھر کسی کے بس کا روگ نہیں ہوتا۔

ہم بحثیت قوم اپنے رب کے مجرم ہیں اس لیے بحثیت قوم ہم پر ان آفتوں کا نزول بھی ہو رہا ہے۔ سیلاب کے بے رحم ریلے ہوں یا زلزلے کے زوردار جھٹکے! ہمارے اپنے گناہوں کا نتیجہ ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب گناہ کا احساس بھی دل سے جاتا رہتا ہے اور صبح و شام کی زندگی خدا اور رسول کی نافرمانیوں سے گزرنے لگے۔ گناہ گار ہونا اتنا بڑا جرم نہیں، جتنا کہ احساس گناہ کو دل سے ختم کر دینا۔

وطن عزیز پاکستان میں سیلابی ریلے، طوفانی بارشیں اور دہشت گردی کے واقعات نے ہونٹوں سے مسکراہٹوں کے پھول چھین لیے ہیں۔ ہر صبح کوئی فکر اور ہر شام کوئی پریشانی مقدر بن گئی ہے۔

تو آیئے! خدا کے قرآن سے پوچھتے ہیں کہ یہ فساد کیوں رونما ہوتے ہیں؟ اس کے محرکات کیا ہوتے ہیں؟ یہ ختم کیسے ہو سکتے ہیں؟ بچاؤ کی تدابیر کیا ہیں؟ قرآن کریم نے اس

عقدے کو یوں حل فرمایا ہے کہ بحر و بر میں جو فساد ظاہر ہوتا ہے یہ لوگوں کے اپنے کرتوتوں کا نتیجہ ہوتا ہے۔ آگے خدا تعالیٰ نے فرمایا: ''یہ اس لیے ہے تا کہ اللہ ان لوگوں کو اس کا مزہ چکھائے جو لوگ یہ (برے) اعمال کرتے ہیں۔''

معلوم ہوا کہ بحر و بر کا فساد، ہماری اپنی شامت اعمال ہے۔ اس کا قصوروار کسی اور کو ٹھہراتے رہنا اور اپنی بد عملیوں سے نظریں چرالینا خود کو جھوٹی تسلی دینے کے مترادف ہے اور جب تک ہم (من حیث القوم) اپنے جرائم سے توبہ نہیں کریں گے اس وقت تک یہ آسمانی آفات اترتی رہیں گی۔

انسان کو توبہ کی توفیق بھی تب ہوتی ہے جب وہ اپنی زبان اور اپنے دماغ کو کنٹرول میں رکھتا ہے۔ جب وہ شتر بے مہار بن جائے زبان و دل سے بے ادبی پر اتر آئے اور (العیاذ باللہ) خدائی احکامات کا تمسخر نبی کے طریقوں سے مذاق اور اولیاء صالحین کے نقش قدم پر چلنے سے روگردانی سے کام لے، تو سمجھ لیجئے کہ یہ اپنی جان پر خود ظلم کر رہا ہے۔ ان مشکل، جان گسل اور روح فرسا اوقات میں ایثار و ہمدردی کا وہ نمونہ بن کر دکھا دو جسے قرآن کہتا ہے **یؤثرون علی انفسهم ولو كان بهم خصاصة** وہ اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگر چہ وہ خود بھوکے کیوں نہ ہوں۔ ان قرآنی آیات پر عمل کر کے دکھلا دیجئے جسے آج سے پہلے فقط پڑھ کر یا سن کر آگے گزر جاتے تھے۔ یعنی اپنے میں وہ صفات پیدا کریں کہ **ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیما واسیرا** (القرآن) وہ مساکین و یتامی اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں محبت کی وجہ سے۔

آیئے! ان بے کسوں بے گھروں اور بے سہارا لوگوں کے ہاتھ تھام لیں، ان کے آنسو پونچھ لیں ان کو ان کے گھر بسا دیں، ان کو غیر مسلم این جی اوز کے ''رحم و کرم'' سے بچا لیں اور مستند علماء اہل السنۃ والجماعۃ کے زیر نگرانی رفاہی تنظیموں کے حوالے کریں جو ان کے ایمان اور مال و جان کے سچے رکھوالے اور معمار ہیں۔ تعمیر وطن اور تعمیر قوم کے مقدس فریضہ میں بڑھ چڑھ کر اور خوب دل کھول کر حصہ لیں۔

ننھی کائنات کا جواب بھی بڑا معصومانہ تھا۔رات کے پچھلے پہر محنت کش باپ کے کھر درے ہاتھوں میں پکڑے محلول کو دیکھ کر اس نے ناگواری سے ناک سکیڑی ''ابو مجھے اس سے بو آتی ہے، میں نہیں پیوں گی۔''

کائنات کی بہن نے آج تک باپ کے مضبوط ہاتھوں کو لرزتا کپکپاتا نہیں دیکھا تھا۔ اس کا ماتھا بھی ٹھنکا ضرور مگر اتنی دیر میں زرد مشروب اس کی انتڑیاں کاٹ چکا تھا۔رات گئے شوہر کے ہاتھوں سے اٹھتی عفونت نے اکبر کی بیوی مزمل کو ان کہی داستان کا حرف حرف سمجھا دیا۔اس نے دوڑ کر اپنے سرتاج کا ہاتھ پکڑا اور جھنجوڑتے ہوئے بولی ''زہر، تمہیں کیا ہوگیا ہے،تم اتنے ظالم نہیں ہوسکتے''۔صدمے کی شدت سے الفاظ گڈمڈ ہو گئے۔اکبر نے کمال لاپرواہی سے جواب دیا ''بچوں کو زہر اس لیے دے رہا ہوں، کہ جب ہم نہیں رہیں گے تو انہیں کون روٹی کھلائے گا۔'' بوتل سے ایک چسکی بھرنے کے بعد اس نے باقی ماندہ محلول مزمل کے منہ سے لگا دیا۔

مزمل نے زہر پینے کے بجائے تھوک دیا اور دکھ بھری دنیا میں اذیتوں پہ لوٹنے کے لیے زندہ رہ گئی۔نرم دل سرتاج اور نٹ کھٹ تین بیٹیوں کے جنازے اس کی آنکھوں کے سامنے اٹھائے گئے۔اس کی روح بھی اپنی ننھی کلیوں کے ساتھ قبر میں جاسوئی۔اب اس کا نے روح لاشہ ہے جو ہر لمحہ گرم گرم آنسو ٹپ ٹپ بہاتا رہتا ہے۔

جولائی کے مہینے کی جس بے رحم رات کے سنگ دل سینے پہ داستان غم لکھی جارہی تھی، اس لمحے لاہور سے سینکڑوں کلومیٹر دور اسلام آباد میں شب اپنی حشر سامانیوں کے ساتھ سایہ فگن تھی۔اس وقت پاکستان کے سیاہ وسفید کا مالک وہ شخص تھا جس کے 27 بین الاقوامی بینکوں میں

موجود اکاؤنٹ دولت سے لبالب بھرے ہوئے تھے۔ پاکستان میں اس کے پاس میلوں طویل 34 وسیع و عریض زرعی پلاٹ تھے۔ 6 شوگر ملوں میں اس کے حصص تھے۔ بیرون ملک اس کی اپنی 24 تجارتی کمپنیاں کام کر رہی تھیں۔ برطانیہ کے پوش علاقوں میں اس کی 9 بلڈنگیں تھیں۔ بیلجئم میں اس کی 6 دوکانیں اور تجارتی عمارتیں تھیں۔ امریکا میں اس کے 9 ہوٹل اور دیگر بلڈنگیں تھیں۔لیکن دریائے چناب کی بپھری قاتل موجوں میں دو سالہ احمد اور چار سالہ ایمان کے ساتھ چھلانگ لگانے والی دکھیاری عظمی کی جھولی میں ڈالنے کے لیے اس کے پاس چند کھوٹے سکے بھی نہیں تھے۔لاہور کے اکبر کا 60 ہزار کا قرضہ اتارنے کیلیے اس کا کوئی انکم اسپورٹ پروگرام حرکت میں نہیں آیا۔اس جہان رنگ و بو سے گزرنے والوں کا ذکر تو چھوڑیے، ہر روز خودکشی کرتے کم از کم پانچ پاکستانیوں کے دکھوں کا مداوا کرنے کا بھی کسی نے سوچا۔سوچ کے کینوس پہ بکھرے زاویوں کو ذرا وسیع کیجیے، دنیا بھر میں روتے، سسکتے اور دم توڑتے مسلمانوں کے زخموں پہ مرہم کون لگائے گا؟ عالم اسلام کو عفریت کی مانند نگلتی غربت کا سبب از اول تا آخر سیاسی ہے۔سیاسی عدم استحکام نے لاکھوں گھر اجاڑ دیے۔

''ارب پتی مسلمان سالانہ زکوۃ ہی ادا کرتے رہیں تو دنیا میں کوئی اسلام کا بیٹا پیٹ کی خاطر خودکشی نہ کرے'' اک مرد حر کی بات میرے ذہن کے دریچوں پر دستک دینے لگا۔کیا یہ سچ نہیں کہ ہر گزرتے سیکنڈ کے ساتھ ساتھ برونائی دارالسلام کے سلطان کی دولت میں 90 یورو کا اضافہ ہو رہا ہے۔اسے دنیا کا امیر ترین بادشاہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔حسن بلقیہ کی دولت میں یومیہ 77 لاکھ 76 ہزار یورو اضافہ ہو رہا ہے۔آج کے دن ایک یورو پاکستانی 108 روپے کے برابر ہے۔اس اعتبار سے یومیہ 83 کروڑ 98 لاکھ روپے کا اضافہ ہو رہا ہے۔اس ناقابل یقین حد تک امیر آدمی کی دولت پتھروں اور عمارتوں کی نذر ہو رہی ہے۔چند لاکھ آبادی کے حکمران کا محل دنیا کا خوبصورت ترین قصر ہے۔محل کے کمروں کی تعداد ایک ہزار سات سو اٹھاسی ہے۔ کمروں میں سونے اور چاندی سے تزیین و آرائش کی گئی ہے۔گیراج میں ایک سو دس کاریں کھڑی

کرنے کی گنجائش ہے، جو اپنی وسعت کے باوجود سلطان کی کاروں کے لیے ناکافی ثابت ہو رہی ہے۔اپنے سفر کرنے کے لیے اس نے بوئنگ 747 طیارہ خریدا ہوا ہے۔ خریدنے کے بعد طیارے کے اندر سے سیٹیں نکال کر گھر کی طرح سجایا گیا ہے۔صرف اس سجاوٹ پر ہی 12 کروڑ ڈالر لاگت آئی۔اس نے اپنی بیٹی کی شادی کی تو 14 دن تک رہنے والی شادی کی تقریب میں 40 لاکھ ڈالر پھونک دیے گیے۔اس وقت بادشاہ کی ذاتی ملکیت میں 1932 کاریں ہیں۔اس کی ذاتی شاہی سواری مکمل سونے سے رنگی گئی ہے۔

یقین کیجیے رب کی نعمتوں میں گھٹنوں گھٹنوں ڈوبے یہ چند بادشاہ، چند تاجر اور چند سرمایہ کار اپنی دولت کا درست حساب لگا کر صرف فرض زکوۃ ہی ادا کر دیں تو عالم اسلام میں کوئی بھکاری نہ بچے، کوئی باپ اپنے ہی ہاتھوں سے جگر گوشوں کو موت کے گھاٹ اتارنے پر مجبور نہ ہو اور نہ ہی دریائے چناب کی لہروں میں کوئی ماں اپنے بچے سینے سے لگا کر نہ سو رہی ہو۔

☆☆☆

دنیا دار کی زندگی

عرب کے ایک شاعر (غالبا ابوالعتاھیہ) سے کسی نے پوچھا سناؤ کیسے گزر رہی ہے۔اس نے جواب دیا کیا بتاؤں ایسی زندگی گزار رہا ہوں جس سے نہ خدا خوش ہوسکتا ہے، نہ شیطان اور نہ ہی میں خود۔ سائل نے پوچھا وہ کیسے؟ کہنے لگا "خدا کامل فرماں برداری چاہتا ہے وہ مجھ سے نہیں ہوتی، شیطان بڑے بڑے جرائم کا ارتکاب مجھ سے کرانا چاہتا ہے ان کے کرنے کی میرے اندر ہمت اور جرأت نہیں، میرا نفس عیاشی کے اسباب چاہتا ہے اور وہ مجھے میسر نہیں ہوتے۔

(انتخاب: عبدالرحمٰن، لیہ)

رمضان المبارک تمام مہینوں کا سردار مہینہ ہے اسی وجہ سے اس میں کچھ ایسی زائد عبادتیں بھی آئیں جن سے دوسرے مہینے خالی ہیں۔ مثلاً: قرآن پاک کا نزول، رمضان میں بیس تراویح کا اہتمام، تلاوت، قرآن، سحری وافطاری نفل کا اجر فرض کے برابر ایک فرض ستر فرائض کے برابر، جنت کے دروازوں کا کھلنا، جہنم کے دروازوں کا بند ہونا، شیاطین کا قید ہونا وغیرہ اس میں اللہ رب العزت نے کا خاص اپنی رحمت کو خلقت میں بانٹنا جس کی وجہ سے لوگ آپس میں ہمدردی اور غم خواری کرتے ہیں اس ماہ مبارک میں صفت غفوریت کا بھی ظہور ہوتا ہے کہ روزانہ ایک جم غفیر کے لیے جہنم سے چھٹکارے کا پروانہ لکھ دیا جاتا ہے۔

خیر! اس مہینہ کی کس کس عبادت عظیمہ کا تذکرہ کیا جائے اس مبارک مہینے میں کئی عبادتیں ایسی ہیں کہ جن میں تلاش محبوب یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے ورافتگی عشق میں بھوک و پیاس سے بے نیاز ہوکر محبت سے سرشار ادائیں قابل دید ہوتی ہیں۔ انہی میں سے ایک اہم عبادت اعتکاف ہے۔

اعتکاف: ''روزہ دار کا تمام مشاغل دنیا سے خالی ہوکر اپنے اللہ کے حضور سپرد کر کے اعتکاف کی نیت کے ساتھ مسجد میں بیٹھنے کو۔''

رمضان المبارک کے آخری عشرے کا اعتکاف کرنا سنت موکدۃ علی الکفایۃ ہے۔

یعنی محلے والوں میں سے اگر کچھ نے کرلیا تو تمام سے ساقط ہوجائے گا اگر کسی نے بھی نہ کیا تو تمام کے تمام گناہ گار ہوں گے کیونکہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف بڑے اہتمام اور پابندی کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

فضیلت اعتکاف: ترجمان القرآن، صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اعتکاف کرنے والے کی فضیلت کے بارے میں فرمایا کہ اس کے گناہ روک دیے جاتے ہیں اور تمام نیکیاں (یعنی تمام اچھے کام جن کو وہ اعتکاف کی وجہ سے نہیں کر سکتا ان کا اجر) نیکی کرنے والے کی طرح جاری کر دیا جاتا ہے۔

اسی لیے تو امی عائشہؓ فرماتی ہیں اعتکاف کرنے والے پر نہ مریض کی عیادت ہے اور نہ نماز جنازہ وغیرہ پڑھنا سنت ہے۔

اعتکاف کا وقت: جو آدمی اعتکاف کرنا چاہے تو وہ بیس رمضان المبارک کے دن نماز عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے سے پہلے اپنی اعتکاف کی جگہ میں بیٹھ جائے اور انتیس یا تیس رمضان کو (یعنی عید کا چاند دیکھنے کے بعد) بعد از مغرب اعتکاف سے نکلے اور دوران اعتکاف آدمی بغیر کسی شرعی ضرورت کے (مثلاً قضائے حاجت وغیرہ) اعتکاف کی جگہ سے نہ نکلے۔

اعتکاف کہاں کرے؟ مرد کے لیے اپنے محلے کی مسجد میں اعتکاف کرنا اور عورت کے لیے اپنے گھر کی مخصوص جگہ میں ہی اعتکاف کرنا افضل ہے اور عورت کا گھر میں اعتکاف کرنا یہی حنفیہ کا مذہب ہے عقل انسانی کا تقاضا بھی یہ کہ جب عورت کے لیے نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے تو پھر اعتکاف بھی گھر میں ہی کرنا افضل ہوگا۔

عورت کی مسجد: مذکورہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ مرد کا مسجد اور عورت کا اپنے گھر میں اعتکاف کرنا افضل ہے اور عورت کے نماز پڑھنے کی مخصوص جگہ کو حضور ﷺ نے بھی مسجد ہی قرار دیا ہے دیکھئے حضرت ام المومنین ام سلمہؓ نے نبی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ عورتوں کی بہترین مسجدیں ان کے اپنے گھروں کے تہہ خانے ہیں۔

اسی طرح ام حمید الساعدیہؓ نے نبی علیہ السلام کے ساتھ باجماعت نماز پڑھنے کی درخواست کی تو حضور ﷺ نے فرمایا: ”اگر تو میرے ساتھ نماز پڑھنے کی کو پسند کرتی ہے تو پھر تیرا

اپنے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے اور اپنی قوم کی مسجد میں نماز پڑھنا یہ میری مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے۔'' یہ سن کر حضرت ام حمیدؓ نے اپنے گھر والوں کو گھر میں مسجد بنانے کا حکم دیا تو ان کیلئے گھر کے ایک کونے میں مسجد تیار کی گئی اور آپ آخر دم تک اسی مسجد میں ہی نماز پڑھتی رہیں (نہ کہ مسجد نبوی میں)

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عورت کی مسجد اس کا گھر (مخصوص جگہ) ہے تو اللہ رب العزت نے بھی مسجد میں اعتکاف کرنے کا ذکر فرمایا **وانتم عاکفون فی المساجد** اسی وجہ سے مرد مسجد عرفی میں اور عورت اپنے گھر والی مسجد میں ہی اعتکاف کرے لیکن آج کے اس دور میں عورتوں کو اصل تعلیمات اسلامیہ سے ہٹا کر نام نہاد اسلام کے ''شیوخ'' نے عورتوں کو مردوں کی ہم نشینی میں کھلے آسمان تلے اعتکاف کروا کے مزید اس بدعت اور اخلاق باختگی کو فروغ دیا اور اپنے اس عمل یعنی مسجد میں عورت کے اعتکاف کو قرآن وحدیث سے ثابت کرنے کی ناکام وبے فائدہ کوشش کی ہے۔ مثلاً: قرآن میں ہے **وانتم عاکفون فی المساجد** (البقرہ)

تم مسجدوں میں بیٹھنے والے ہو، اس سے یہ سمجھا کہ مرد وعورت مسجد میں ہی اعتکاف کریں جب کہ ہم نے مندرجہ بالا سطور میں مرد اور عورت کی الگ الگ مسجد کو دلائل کی روشنی سے ثابت کر دیا کہ حضور ﷺ نے عورت کے گھر کو ہی عورت کی مسجد بتلایا ہے مزید برآں اسی آیت کے ذیل میں مفسرِ قرآن ابوبکر الجصاصؒ (وفات ۳۷۰ھ) نے فرمایا ہے کہ مسجد میں اعتکاف کرنے کا حکم فقط مردوں کیلئے ہے نہ کہ عورتوں کے لیے۔ احادیث رسول ﷺ میں بھی کسی عورت کا عملاً مسجد میں اعتکاف کرنا یا پیغمبر ﷺ کا حکم دینا کہ عورت مسجد میں اعتکاف کرے کسی صحیح، صریح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

وساوس وشبہات: لیکن اس کے باوجود عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لیے بخاری ج ا ص ا۲۷، ۲۷۳ سے دو حدیثیں دکھاتے ہیں کہ (۱) حضور کے بعد آپ کی گھر والیوں نے اعتکاف کیا (۲) حضرات امہات المومنین نے مسجد نبوی میں اعتکاف کے لیے خیمے لگائے۔

کاش!!! یہ لوگ ضد اور تعصب سے بالاتر ہو کر حدیث کو پڑھیں تو بات بہت آسان ہے حدیث میں ہے حضور ﷺ ہر رمضان میں مسجد نبوی میں مخصوص جگہ بنا کر اعتکاف کرتے تو حضرت عائشہؓ نے بھی اجازت لی تو حضور ﷺ نے اعتکاف کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ انہوں نے بھی اپنا خیمہ لگایا پھر ان کی دیکھا دیکھی حضرت حفصہؓ، حضرت زینبؓ نے بھی اپنا اپنا خیمہ لگالیا۔ آپ ﷺ نے جب مسجد میں خیمے دیکھے تو تعجباً سوال کیا یہ کیوں لگائے گئے ہیں؟ اور کس چیز نے ان (یعنی ازواج مطہراتؓ) کو اس نیکی (یعنی مسجد نبوی میں اعتکاف) پر اُبھارا ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ یہ خیمے لگا کر اعتکاف کو تم نیکی سمجھتی ہو؟ اس کے بعد حضور ﷺ نے ان خیموں کے اکھاڑنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ تو مسجد نبوی سے ازواج مطہرات کے خیمے (دوران اعتکاف ہی) اکھاڑ دیے گئے اور اس ناراضگی کی وجہ سے حضور ﷺ نے اپنا اعتکاف بھی توڑ دیا پھر شوال میں اس قضاء فرمائی۔

محترم قارئین!

اگر عورت کے لیے بھی اعتکاف مسجد میں کرنا ضروری ہوتا تو اجازت کے باوجود حضور ﷺ نے اپنے اہل بیت کو مسجد میں اعتکاف کیوں نہ کرنے دیا؟ اور خیمے لگ جانے کے بعد اکھاڑنے کا حکم کیوں دیا؟ اور اس نیکی پر ان کو کس نے اُبھارا ہے؟ اپنے اہل بیت کو عتاب کیوں فرمایا؟ اور اپنے اعتکاف کو بھی آخر ختم کیوں کر دیا؟ اتنی عام فہم حدیث کے باوجود بھی عورتوں کو مسجد میں اعتکاف کی دعوت دینا یہ اطاعت مصطفیٰ ﷺ نہیں بلکہ صرف اور صرف نفسانی خواہشات کی اتباع ہے اور حضور ﷺ کے عمل کی خلاف ورزی ہے۔

علامہ ابن حجرؒ شارح بخاری حضرت ابراھیم بن علیہؒ کا قول نقل کرتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے لیے مسجد میں اعتکاف کرنا ضروری نہیں اور مزید لکھتے ہیں: ”عورت کے لیے افضل بات یہ ہے کہ مسجد میں اعتکاف نہ کرے اور امام شافعیؒ کے ہاں عورت کا مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے۔

4- اللہ تعالیٰ کا عرش اور کرسی:

اس علامت کی تفصیل جاننے سے پہلے ایک چھوٹی سی بات سمجھ لیں۔علم العقائد میں ایک بحث ہے''حادث''اور''قدیم'' کی۔میں انتہائی آسان الفاظ میں آپ کو یہ بحث سمجھاتا ہوں اس کے بعد ہم اصل مقصد کی طرف واپس آئیں گےیعنی اہل السنّت کی چوتھی نشانی کی طرف یہ تفصیل ہم اس لئے بیان کررہے ہیں کہ آج کل بہت سے ایسےلوگ جن کےعقائدونظریات اہل السنّت کے خلاف ہیں وہ عرش اور کرسی کی بحث میں الجھا کرلوگوں کوگمراہ کررہے ہیں۔

''حادث''اور''قدیم'' دومتضاداور بالکل مختلف چیزیں ہیں۔

''حادث'' سے مراد ہے عارضی (Temporary) اور''قدیم'' سے مراد ہے دائمی (Forever)اور ہمیشہ سے موجود Eternal۔دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ''قدیم'' سے مراد وہ ذات ہے جو ہمیشہ سے ہےاور ہمیشہ رہے گی اوراس ذات کوکسی نے پیدانہیں کیا بلکہ وہ خود سے ہی موجود تھی ،موجود ہےاور موجودرہے گی۔نہ اس سے پہلے کچھ تھا نہ اس کے بعداس جیسی کوئی اور ذات ہوگی بلکہ اس کی کوئی ابتداءاور کوئی انتہاءنہیں۔جبکہ''حادث'' سے مرادوہ تمام مخلوقات اور چیزیں جن میں مذکورہ بالا صفات نہیں ہوتیں۔''حادث''(Temporary) سے مرادوہ جودائمی نہیں بلکہ بعدمیں ان کووجود ملا،وہ ہمیشہ سے موجود Eternal نہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات اورصفات''قدیم'' ہیں ہمیشہ سے ہیں۔ Foreverاور Eternal ہیں۔اس کے علاوہ باقی تمام ترمخلوقات''حادث'' ہیں۔عرش بھی اللہ تعالیٰ کی نورانی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہےجس کےاوپراللہ تعالیٰ کی ایک اورمخلوق رکھی ہوئی ہےجس کا نام

کرسی ہے اور اللہ تعالیٰ کا عرش پانی کے اوپر ہے۔عرش اور کرسی دیگر مخلوقات کی طرف مخلوق ہیں اور دائمی وابدی نہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے: رب العرش الکریم وہ کریم ذات عرش کا رب ہے۔ اب آئیں اصل بات کی طرف!

قرآن کریم میں ارشاد ہے: الرحمن علی العرش استویٰ

کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی اور متمکن ہیں۔امام اعظمؒ فرماتے ہیں۔

''ہم اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ کو عرش پر مستوی ہونے کی حاجت یا مجبوری نہیں اور نہ ہی مستوی ہونے کا کوئی خاص طریقہ اور کیفیت ہے۔''

آج کل بعض گمراہ لوگ استویٰ علی العرش کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش اور کرسی پر موجود ہیں اور ہر جگہ موجود نہیں۔

جبکہ اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ پر موجود ہیں۔اور عرش پر مستوی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ عرش پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاص تجلی کا ظہور ہے۔ہم اس استویٰ کی ٹھیک ٹھیک کیفیت کو نہیں جان سکتے البتہ اس پر ایمان لانا واجب ہے۔یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہی موجود ہیں اس کے علاوہ دیگر کائنات میں ہر جگہ پر موجود نہیں، یہ سخت گمراہ کن اور اسلام سے متصادم عقیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کو عرش پر بیٹھا ہوا سمجھنا سخت گمراہی ہے۔کیونکہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندر سما گئے ہیں تو گویا عرش اللہ تعالیٰ سے بڑھا ہوا ہے حالانکہ یہ درست نہیں۔دوسری بات یہ کہ اگر ہم یہ مان لیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھے ہوئے ہیں تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عرش اور کرسی کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کہاں تھے؟

آپ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی اور متمکن ہونے سے یہ مراد ہرگز نہ لینا چاہئے کہ شاید عرش اور کرسی بھی اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرح دائمی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات ان کے ساتھ ہمیشہ سے متصل اور جڑی ہوئی ہے جیسے کوئی شخص اپنی نشست پر

بیٹھا ہوتا ہے نہیں، ہر گز نہیں! بلکہ عرش اور کرسی کا تعلق اللہ تعالی کی ذات کے ساتھ اسی طرح کا ہے جیسے دیگر تمام مخلوقات کا۔

عرش ایک محدود (Limited) اور حادث مخلوق ہے جبکہ اللہ تعالی دائمی و ابدی (Forever) اور قدیم (Eternal) ہیں۔

دوسری بات یہ کہ ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ کسی خاص جگہ یا مقام میں سمٹ کر بیٹھنا مخلوق کی صفات میں سے ہے اور اللہ تعالی اس سے پاک ہیں کہ کسی مخصوص جگہ پر بیٹھیں۔

جو لوگ اللہ تعالی کو عرش پر بیٹھا ہوا سمجھتے ہیں وہ اپنی عقل کے گھوڑے دوڑاتے ہیں اور منہ کے بل گمراہی کے گہرے تاریک غار میں جا گرتے ہیں۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں۔

''میں اللہ تعالی پر بغیر کسی تشبیہ کے ایمان لاتا ہوں اور کسی مخصوص صورت کا قائل ہوئے بغیر اس کی تصدیق کرتا ہوں اللہ تعالی کی ذات کی حقیقت کا ادراک نہ کر سکنے کا الزام خود کو دیتا ہوں اور اس بارے میں غور و خوض سے مکمل اجتناب کرتا ہوں۔''

امام محمدؒ فرماتے ہیں:

''ہم یوں کہتے ہیں کہ جو کچھ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اس طرح کے متشابہات کی کیفیت معلوم کرنے میں الجھتے نہیں۔ اسی طرح جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم اس پر بھی امان لاتے ہیں اور اس طرح کی باتوں کی حقیقت معلوم کرنے میں نہیں الجھتے۔''

خلاصہ کلام یہ کہ اللہ تعالی کو عرش اور کرسی پر اس طرح متمکن سمجھنا جس طرح کوئی آدمی کرسی پر بیٹھا ہوتا ہے۔ سخت گمراہی ہے اللہ تعالی اہل السنّت کے عقائد و نظریات اپنانے کی توفیق عطا فرمائیں۔

☆☆☆

رمضان کے روزے:

رمضان کے روزے ہر بالغ مسلمان مرد وعورت پرفرض ہیں، اسلام کے پانچوں ارکان جس پر اسلام کی بنیاد ہے اس میں رمضان شریف کے روزے رکھنا بھی ہے۔ بہت سے مرد وعورت بیڑی وسگریٹ یا پان کھانے کی عادت ہونے کی وجہ سے بھوک وپیاس سے تو بچتے ہیں مگر قبر اور حشر کی سختیوں اوردوزخ کی بھوک پیاس اوردوسرے عذابوں سے بچنے کی فکرنہیں کرتے، خدا کی نافرمانی کرنے کہ وجہ سے مرنے کے بعد جو عذاب ہوں گےان کے سامنے چند گھنٹہ کی بھوک وپیاس سے پان، بیڑی اورسگریٹ کی طلب کو دبا کر جو ذرا سی تکلیف ہوتی ہے اس کی کیا حقیقت ہے؟

حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا:’’قرآن شریف اورروزے بندے کے لیے(خداوندکریم سے) سفارش کریں گے(کہ پروردگارتواس بخش دے اوراس پررحم فرما) روزہ کہے گا اے رب میں نے اس کودن میں کھانے سے اورنفس کی خواہشوں سے روک دیا تھا،لہذا میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما اورقرآن کہے گا:’’اے رب!اس نے مجھے رات کونماز میں کھڑے ہوکر پڑھا اورمیں نے اس کورات سونے سے روک دیا۔لہذااس کے حق میں آپ میری سفارش قبول فرمایئے۔‘‘ الحاصل دونوں کی سفارش قبول کرلی جائے گی۔روزہ دار کااللہ کے نزدیک بڑا مرتبہ ہے حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا:’’روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ عمدہ ہے۔‘‘ اوریہ بھی ارشادفرمایا:’’روزہ دار کے لیے دوخوشیاں ہیں، ایک خوشی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ افطار کرتا ہے، دوسری خوشی اس وقت حاصل ہوگی

جب کہ وہ اپنے پروردگار سے ملاقات کرے گا۔‘‘ لہٰذا تم پابندی کے ساتھ رمضان شریف کے روزے رکھا کرو اور رمضان کے روزہ کو ہرگز نہ چھوڑو سخت بیماری یا لمبی مسافرت کی وجہ سے روزہ چھوٹ جائے تو جلدی اس کی قضا رکھ لو، ہر چیز کا موسم اور سیزن ہوتا ہے موقعہ موقعہ سے ہر چیز کی قیمت بڑھتی رہتی ہے، رمضان شریف کے روزوں کی اتنی بڑی عظمت اور قیمت ہے کہ اس کے بارے میں حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ’’جس نے بغیر کسی شرعی اجازت یا بغیر کسی ایسے مرض کے جس میں بعد میں رکھنے کی نیت سے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دیا، اگر ساری عمر اس کے بدلہ روزہ رکھے، تب بھی اس کا بدلہ نہیں ہوسکتا (اگر چہ قضا رکھنے سے حکم کی تعمیل ہو جائے گی، مگر مرتبہ کے اعتبار سے وہ بات کہاں جو رمضان کا روزہ رکھ کر حاصل ہوتی ہے)

رمضان شریف کا مہینہ بہت مبارک ہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس مہینہ میں ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے ثواب کے برابر ملتا ہے اور نفل کام کا ثواب فرض کے ثواب کے برابر ملتا ہے۔

اس مبارک مہینہ میں شیطان باندھ دیے جاتے ہیں، رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور اس میں خصوصیت کے ساتھ فرض نماز کی پابندی کرتے ہوئے نفل نماز اور تلاوت قرآن شریف زیادہ سے زیادہ کرو اور رات کو تراویح پڑھو۔ **لاالٰہ الا اللہ** زیادہ پڑھنا، استغفار بہت زیادہ کرنا، جنت کا سوال اور دوزخ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگنا ان باتوں کا خیال رکھو اور عمل کرو، بہت سے عورتیں سمجھتی ہیں کہ تراویح کی نماز صرف مردوں کے لیے ہے، عورتوں کے لیے نہیں، یہ بالکل غلط ہے۔ مرد عورت سب کو پڑھنا ضروری ہے، اس مبارک مہینہ میں سخاوت بہت کرو، محتاجوں کو خوب دو، بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، نوکروں کا کام ہلکا کردو اور روزہ داروں کا روزہ افطار کرایا کرو۔

اس مہینہ میں شب قدر بھی ہوتی ہے اس رات میں عبادت کرنا ہزار مہینوں کی عبادت

سے بہتر ہے، رمضان کے آخری دس دنوں میں ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷، ۲۹ ان تاریخوں سے پہلے جو راتیں ہیں ان میں بھی رات بھر خوب عبادت کرو، ان میں سے کوئی نہ کوئی شب قدر ہوتی ہے اور آخرت کا نفع زیادہ کمانے کے لیے اعتکاف کرنا بھی بڑے ثواب کا کام ہے۔

رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کو سورج چھپنے سے پہلے اعتکاف میں بیٹھ جاوے اور عید کا چاند نظر آجاوے تو اعتکاف کی جگہ سے نکل آوے۔ حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ''اعتکاف کرنے والا گناہوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لیے ان نیکیوں کے کرنے کا ثواب بھی ملتا ہے جو بے اعتکاف والے چل پھر کر کرتے ہیں۔

مسئلہ: مردوں کو ایسی مسجد میں اعتکاف کرنا درست ہے جس میں پانچوں وقت جماعت سے نماز ہوتی ہو اور عورت اپنے گھر کی مسجد میں یعنی اس جگہ اعتکاف کرے جو گھر میں نماز پڑھنے کے لیے مقرر کر رکھی ہے، اگر کوئی جگہ مقرر نہ ہو تو گھر کے کسی کونہ کو مسجد مقرر کر کے اعتکاف کیلیے بیٹھ جاوے، یہ بڑے ثواب کا کام ہے اور عورتوں کے لیے بہت سہل (آسان) ہے کہ اپنی اعتکاف کی جگہ بیٹھی تلاوت کرتی رہیں اور وہیں بیٹھے ہوئے لڑکیوں اور نوکرانیوں کو گھر کا کام کاج بھی بتاتی رہیں، اس قدر آسانی ہونے پر بھی عورتیں اتنی بڑی نیکی سے محروم رہتی ہیں۔

مسئلہ: اعتکاف کی جگہ سے پیشاب پاخانہ کے لیے نکلنا درست ہے، کھانے پینے کی چیزیں اسی جگہ منگا کر کھالیوے اور ہر وقت اسی جگہ رہے اسی جگہ سوئے اور نفلوں میں، تلاوت میں اور تسبیحوں میں لگی رہے۔

مسئلہ: یہ جو مشہور ہے کہ اعتکاف میں کسی سے بات کرنا درست نہیں، یہ غلط ہے بلکہ اسی جگہ بیٹھے بات کرنا، گھر کا کام کاج بتانا بھی درست ہے۔ (ہاں البتہ فضول دنیاوی باتیں کرنا درست نہیں)

مسئلہ: اعتکاف میں اگر ہر مہینہ والی عورتوں کی مجبوری شروع ہو جاوے تو اعتکاف چھوڑ دے ا

ور بعد میں خاص اسی دن کے اعتکاف کی قضا کر لیوے جس روز سے یہ مجبوری شروع ہوئی۔

مسئلہ: قضا اعتکاف کے لیے روزہ رکھنا بھی ضروری ہے۔نفلی روزوں کا بڑا ثواب ہے، عید کے دن کا روزہ اور بقرعید کی دسیوں گیارھویں، بارھویں، تیرھیوں تاریخ کے روزے رکھنا حرام ہیں ان کے علاوہ سال بھر میں جتنے چاہے نفلی روزے رکھے اور خوب ثواب کماوے، مگر یہ مسئلہ یادرکھو کہ اگر شوہر گھر پر ہو تو اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا درست نہیں ہے۔ بہت سی عورتیں اس مسئلہ کا خیال نہیں کرتیں۔

ہر پیر اور جمعرات کو روزہ رکھنا بہت ثواب ہے، حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ''ان دو؛ دنوں میں اعمال اللہ کے سامنے پیش ہوتے ہیں لہذا میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں پیش ہو کہ میرا روزہ ہو۔اور رمضان شریف کے روزے رکھ کر عید کے مہینے میں چھ روزے رکھ لینے سے پورے سال کے روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ بقرعید کی اول تاریخ سے ۹ تاریخ تک روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔

حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ بقرعید کی اول تاریخ سے ۹ تاریخ تک روزے رکھنے سے ہر روزہ کا ثواب ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور بقرعید کی خاص نویں تاریخ کے متعلق آنخضرت ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے کے گناہ معاف فرمادیں گے۔ اس سے چھوٹے گناہ مراد ہیں اور وہی زیادہ ہوتے ہیں، ذراسی بھوک و پیاس برداشت کرنے پر اتنا انعام!!! اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی رحمت ہے۔

شب برأت کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے کہ شب برأت کے مہینہ کی پندرھویں رات ہو تو نوافل نماز ادا کرو اور صبح کو روزہ رکھو، چاند کی ہر تیرھیوں، چودھیوں اور پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے، ہم نے نفل روزوں کی فضیلتیں لکھ دی ہیں جسے جتنا ہو سکے اور جتنی ہمت کر سکے عمل کرے۔

تنبیہ: ہر مہینہ کی عورتوں والی مجبوری کی وجہ سے جو رمضان شریف کے روزے چھوٹ جاتے

ہیں ان کی جلد سے جلد قضا رکھ لو، بہت سی عورتیں اس میں سُستی کرتی ہیں، پھر کئی سال کے ملا کر بہت سے روزے جمع ہوجاتے ہیں تو قضا رکھنے کی ہمت نہیں پڑتی اور موت آ گھیرتی ہے، گنہگار مرتی ہے۔

تنبیہ: فرض روزہ ہو یا نفل روزہ، ہر صورت میں روزہ کی عزت کرو۔ یعنی روزہ رکھ کر غیبت، جھوٹ، چغلی، گالی دینے اور نامحرم کو دیکھنے سے پرہیز کرو اور ہر گناہ سے بچو، یوں تو ہر گناہ ہر حال میں بُرا اور برباد کرنے والا ہے، مگر روزے کی حالت میں گناہ کرنے سے روزہ کی برکت، رونق اور اس کا فائدہ ختم ہوجاتا ہے اور ثواب بھی گھٹ جاتا ہے حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ''بہت سے روزے دار ایسے ہوتے ہیں جن کو بھوک اور پیاس کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا کیونکہ وہ روزہ کا فائدہ اور ثواب، غیبت، جھوٹ، چغلی اور گناہوں میں پڑ کر ضائع کردیتے ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹی باتوں اور خراب کاموں کو نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کی کچھ ضرورت نہیں کہ وہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

مسئلہ: روزے میں مسواک کرنا، سرمہ اور تیل لگانا درست ہے۔

مسئلہ: اگر رات کو غسل فرض ہوجائے اور صبح ہونے سے پہلے غسل نہ کرسکو تو اسی حالت میں روزہ کی نیت کرلو، صبح ہونے پر یا سورج نکلنے پر غسل کرلینا چاہیے۔

مسئلہ: اگر کسی پر غسل فرض ہوا اور اس نے روزہ کی نیت کرلی اور روزہ رکھ لیا اور دن بھر غسل نہ کی اور نہ نماز پڑھی تب بھی روزہ ہوجائے گا۔ روزہ چھوڑنے کا گناہ نہ ہوگا البتہ نماز چھوڑنے کا گناہ ہوگا۔

☆☆☆

زکوٰۃ:

زکوٰۃ اسلام کا تیسرا رکن ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہوئی اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو اس کو بڑا

عذاب ہوگا۔ حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ''جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا، پھر اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے روز اس کا مال زہریلا گنجا سانپ بنا دیا جائے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے وہ سانپ اس کے گلے میں طوق کی طرح لپٹ جائے گا، پھر اس کے دونوں جبڑے پکڑ کر نوچے گا، پھر یوں کہے گا کہ ''میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔'' یہ مضمون قرآن مجید کی ایک آیت میں بھی آیا ہے، اس مضمون کو ارشاد فرما کر حضرت رسول کریم ﷺ نے وہی آیت تلاوت فرمائی۔

حضرت رسول مقبول ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''جس کے پاس سونا چاندی ہو (اور) اس میں سے وہ اس کا حق ادا نہ کرے تو جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کو (عذاب دینے کے لیے) آگ کی تختیاں بنائی جاویں گی پھر ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اس کی کروٹیں، پیشانی اور پیٹھ (یعنی کمر) کو داغ دیا جاوے گا اور جب ٹھنڈی ہو جاویں گی پھر آگ میں تپا کر داغ دیا جائے گا اس دن میں جو پچاس ہزار برس کا ہوگا (یعنی قیامت کا دن) یہاں تک بندوں کے درمیان فیصلہ ہو (اس کو یہی عذاب ہوتا رہے گا) پس وہ (حساب و کتاب کے نتیجہ میں) اپنا راستہ جنت کی طرف یا دوزخ کی طرف دیکھ لے گا۔

خدا کی پناہ! بھلا ایسے سخت عذاب کی کس کو سہار ہے۔ تھوڑے سے لالچ اور فنا ہونے والے مال کی محبت میں اتنی بڑی مصیبت بھگتنے کے لیے اپنی جان کو تیار کرنا بڑی بے وقوفی اور نادانی کی بات ہے، خدا کا دیا ہو مال خدا کی راہ میں خدا ہی کا حکم ہوتے ہوئے خرچ نہ کرنا، سخت گناہ اور بے غیرتی ہے۔ اگر تم پر زکوٰۃ فرض ہے تو زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے عزیزوں رشتہ داروں کو بھی زکوٰۃ دینے کے لیے آمادہ کرو اپنے عزیزوں کی یہی خیر خواہی ہے کہ ان کو آخرت کے عذاب سے بچایا جائے بہت سی عورتوں کے پاس زیور ہوتا ہے مگر اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتی ہیں شاید آخرت کے عذاب میں اپنی جان جھونکنے کو اچھا کام سمجھتی ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں جگہ جگہ زکوۃ ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے عالموں نے

بتایا ہے کہ قرآن شریف میں ۳۲ جگہ نماز کے ساتھ زکوۃ کی ادائیگی کا تذکرہ ہے اور جہاں جہاں صرف زکوٰۃ کا ذکر ہے وہ اس کے علاوہ میں پارہ آلٓمّ میں اللہ تعالی نے فرمایا: ''نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو اور جو کچھ اپنی جانوں کے لیے کوئی بھلائی پہلے سے بھیج دو گے اسے اللہ کے پاس پا لوگے اور حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ''بلا شبہ اللہ تعالی نے زکوۃ اسی لیے فرض کی ہے کہ باقی مال کو پاکیزہ بنادے۔'' ایک حدیث میں ہے کہ ''بلا شبہ تمہارے اسلام کی تکمیل اس میں ہے کہ مالوں کی زکوۃ ادا کرو۔''

زکوۃ سے مال کا شر دور ہو جاتا ہے:

حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص مال کی زکوۃ ادا کر دے تو اس کا مال شر سے دور ہو جاتا ہے شر سے مراد برائی اور خرابی ہے، مال سے فائدے بھی ہیں اور نقصان بھی کافی پہنچ جاتا ہے۔ حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ''زکوۃ دینے سے مال کی خرابی دور ہو جاتی ہے، یعنی اگر پابندی کے ساتھ خوب حساب کر کے پوری طرح زکوۃ ادا کی جائے تو وہ مال نہ تو آخرت کے عذاب کا سبب بنے گا نہ دنیا میں برباد ہوگا، نہ اس کی وجہ سے اور کوئی مصیبت آئے گی، حضرت رسول مقبول ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اپنے مالوں کو زکوۃ ادا کرنے کے ذریعہ محفوظ بناؤ اور بیماروں کا علاج یہ کرو کہ صدقہ دو، دعا کرو۔

زکوۃ ادا نہ کرنے سے قحط آتا ہے:

حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ زکوۃ روک لیتے ہیں اللہ ان پر قحط کی مصیبت ڈال دیتے ہیں۔'' دوسری حدیث میں ہے کہ ''جو لوگ زکوۃ روک لیتے ہیں، ان کی سزا میں بارش روک لی جاتی ہے، اگر چوپائے (بھینس بیل وغیرہ) نہ ہوں تو ذرا بارش نہ ہو۔''

زکوۃ روک لینے سے مال تلف ہو جاتا ہے:

حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ''جو مال بھی کسی خشکی یا کسی دریا میں تلف ہو جاتا ہے پس وہ زکوۃ روکنے ہی سے ضائع ہوتا ہے۔'' یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس مال کے ساتھ زکوۃ کا مال

مل جاتا ہے، وہ اس مال کو حلال کیے بغیر نہیں رہتا یعنی جس مال میں زکوۃ واجب ہوئی اور اس کی زکوۃ نہ نکالی گئی اور زکوۃ کا روپیہ بھی اس مال میں ملا رہا جس پر زکوۃ فرض ہوئی ہے تو یہ زکوۃ والا روپیہ اس مال کو تلف کردے گا یعنی ایک نہ ایک دن وہ مال ضائع ہو جائے گا۔

زکوۃ کس پر فرض ہے؟

زکوۃ فرض ہونے کے لیے بہت بڑا مال دار ہونا ضروری نہیں۔ جو عورت یا مرد ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونا یا ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے روپیہ یا سوداگری کے مال کا مالک ہو، وہ شریعت میں مالدار ہے اور اس پر زکوۃ فرض ہے۔

مسئلہ: زکوۃ فرض ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ اس مال پر سال گزر جائے جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان میں کسی ایک کی قیمت کا روپیہ یا سوداگری کا مال ایک سال رہے تو اس پر زکوۃ فرض ہے۔ اگر سال پورا ہونے سے پہلے جاتا رہا تو زکوۃ فرض نہ ہوگی۔

مسئلہ: سال کے اندر اندر اگر مال گھٹ جائے اور سال ختم ہونے سے پہلے ہی اتنا مال پھر آجائے کہ اگر اس کو باقی مال میں جوڑ دیں تو اس حد کو پہنچ جاوے جس پر زکوۃ فرض ہوئی ہے، تب بھی زکوۃ فرض ہو جاوے گی، غرض یہ کہ بیچ سال میں مال کے کم ہو جانے سے زکوۃ معاف نہیں ہوتی۔

مسئلہ: سونے چاندی کے زیور اور برتن اور سُچّا گوٹہ ٹھپہ کپڑوں میں لگا ہوا ہو، چاہے علیحدہ رکھا ہوا ہو اور چاہے یہ چیزیں استعمال ہوتی ہوں چاہے یوں ہی رکھی ہوں، غرض یہ کہ سونے چاندی کی ہر چیز میں زکوۃ فرض ہے۔

مسئلہ: سونا چاندی میں اگر ملاوٹ ہو مثلاً رانگ یا پیتل ملا ہوا ہو تو اس کا یہ حکم ہے کہ اگر چاندی سونا زیادہ ہو تو زکوۃ واجب ہونے کے بارے میں ان سب کا وہی حکم ہے جو سونے چاندی کا

حکم ہے یعنی اگر اتنے وزن کے ہوں جو اوپر بیان ہوا تو سال گزر جانے پر زکوۃ فرض ہوگی اور اگر ملاوٹ والی چیز رانگ پیتل زیادہ ہے تو اس کا حکم تانبے کا ہے جو ابھی بیان ہوگا۔

مسئلہ: کسی کے پاس نہ تو ساڑھے باون تولہ چاندی ہے اور نہ ساڑھے سات تولہ سونا ہے بلکہ تھوڑا سونا اور تھوڑی چاندی ہو تو اگر دونوں کی قیمت ملا کر باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کے برابر ہو جائے تو زکوۃ فرض ہو جائے گی۔

مسئلہ: کسی کے پاس سو تولہ چاندی رکھی تھی پھر سال گزرنے سے پہلے چار تولہ سونا اور آ گیا تو اس چاندی کے ساتھ ملا کر زکوۃ کا حساب کیا جاوے گا اور جب سو تولہ چاندی کا سال پورا ہونے پر اس کی زکوۃ دی جائے گی اسی کے ساتھ اس سونے کی زکوۃ بھی دینا ہوگی جب سے یہ سونا آیا ہے اس کے بعد سے اس سونے پر سال گزر جانے کا انتظار نہ کیا جاوے گا۔

مسئلہ: کسی کے پاس کچھ سونا ہے اور کچھ چاندی ہے یا کچھ سوداگری کا مال ہے تو سب کو ملا کر دیکھو اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جاوے اس پر زکوۃ فرض ہے اگر اس قیمت سے کم ہو تو اس پر زکوۃ فرض نہیں۔

مسئلہ: کسی کے پاس دو سو روپے ہیں اور ایک سو روپے اس پر قرض ہیں تو ایک سو روپے کی زکوۃ دینا فرض ہے۔

مسئلہ: سونا چاندی اور نقد روپے کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں مثلاً لوہا، تانبا، پیتل، گلٹ، رانگ اور ان چیزوں کے بنے ہوئے برتن وغیرہ اور کپڑے اور جوتے اور اس کے علاوہ جو کچھ اسباب ہو اس کا حکم یہ ہے اگر وہ بیچنے کا سوداگری کا مال ہوگا تو اتنا ہو کہ اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو تو جب سال گزر جائے تو اس میں زکوۃ فرض ہے اور اتنا نہ ہو تو اس میں زکوۃ فرض نہیں۔ اور اگر وہ مال سوداگری کا نہ ہو تو اس میں زکوۃ فرض نہیں، چاہے جتنا ہو۔

مسئلہ: جس مال پر زکوۃ فرض ہو سال پورا ہونے پر اس میں سے پورے مال کا چالیسواں حصہ

یا چالیسویں کی نقد قیمت ادا کرے مثلاً اسی (80) روپے کی مالیت ہو تو دو روپے دیوے اور سو (100) روپے ہو تو ڈھائی روپے دیوے اور ہزار (1000) روپے کی مالیت ہو تو 25 روپے دیوے۔

مسئلہ: زکوۃ کی رقم سے مسجد بنوانا، مردہ کے کفن دفن میں لگانا درست نہیں۔ زکوۃ ادا ہونے کی شرط یہ ہے کہ جس کو زکوۃ دینا درست ہو اس کو زکوۃ کی رقم کا مالک بنا دیوے۔

مسئلہ: ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی اور بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی اور ان سب کو زکوۃ کی رقم دینے سے زکوۃ نہیں ہوگی جس سے صاحبِ زکوۃ پیدا ہو۔ یا جو اس سے پیدا ہوئے ہوں ان سب کو دینے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی۔

مسئلہ: سیدوں کو زکوۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اگرچہ غریب ہوں اور ان کو لینا بھی حلال نہیں۔

مسئلہ: بھائی، بہن، بھتیجی، بھانجی، چچا، پھوپی، خالہ، ماموں کو زکوۃ دینا درست ہے اگر زکوۃ کے مستحق ہوں بلکہ ان کو زکوۃ دینے سے دوہرا ثواب ملتا ہے۔

مسئلہ: جس کے پاس اتنا مال یا ضرورت سے زیادہ اتنا سامان ہو جو ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کا ہو سکتا ہے تو اس کو زکوۃ دینا درست نہیں اور جس کی مالی حیثیت اس سے کم ہو اس کو زکوۃ دے سکتے ہیں، بہت سی عورتیں بیوہ ہوتی ہیں مگر ان کے پاس اتنا زیور ہوتا ہے جس پر شریعت میں زکوۃ فرض ہے، ان کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ: زکوۃ کی نیت کیے بغیر روپیہ دے دیا تو زکوۃ ادا نہ ہوگی وہ نفلی صدقہ ہوا، ایسا ہو جاوے تو پھر سے زکوۃ دیوے۔

ضروری تنبیہ: زکوۃ کا حساب قمری مہینوں کے اعتبار سے ہوتا ہے، یعنی مال ہونے پر جب چاند کے حساب سے بارہ ماہ گزر جاویں تو زکوۃ فرض ہو جاتی ہے، بہت سے لوگ انگریزی مہینوں سے زکوۃ کا حساب رکھتے ہیں، اس میں دس دن کی دیر تو ہر سال ہو ہی جاتی ہے اور اس کے علاوہ چھتیس سال میں ایک سال کی زکوۃ کم ہو جائے گی جو اپنے ذمہ فرض رہے گی۔

ہدایت: ان مسئلوں کو کسی عالم دین یا مفتی صاحب سے خوب سمجھ لینا چاہیے۔

نفلی صدقہ: زکوۃ ادا کرنا فرض ہے اوراس کا ادا کرنا سخت ضروری ہے، زکوۃ کے علاوہ دین کے طالب علموں، یتیموں، مسکینوں، بیواؤں، مسافروں محتاجوں اوراپاہجوں پر خرچ کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے، ثواب کوئی معمولی چیز نہیں، جب آخرت میں ثواب دیا جائے گا، اس وقت اس کی قیمت کا اندازہ ہوگا۔

جس قدر بھی ہوسکے اپنی ضرورتوں کو روک کر اللہ کی رضا کے لیے مال خرچ کر کے اپنی آخرت سدھارو اوراس مال کو مرنے کے بعد کام آنے کے لیے پہلے سے بھیج دو، ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول ﷺ کے گھر والوں نے ایک بکری ذبح کی آپ ﷺ نے اس کے گوشت کے بارے میں دریافت فرمایا کہ گوشت کیا ہوا؟ آپ ﷺ کی بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا (وہ تو سب صدقہ کر دیا گیا) بس اس کا دست باقی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''باقی وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے دیا گیا۔'' لہذا اصل بات یہ ہوئی کہ اس کے (اس) دست کے علاوہ سب باقی ہے (اور جو بھی ہمارے قبضہ میں ہے وہ تو فنا ہونے والا ہے)

جب کسی محتاج اور ضرورت مند کو دیکھو تو جو کچھ تھوڑا یا بہت میسر ہو، فوراً خرچ کر دو، حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ''دوزخ سے بچو! چاہے کھجور کا ایک ٹکڑا ہی خیرات کر دو۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک سائل آیا تو انہوں نے اس کو صرف انگور کا ایک دانہ دے دیا۔ (موطا امام مالک) ایک مرتبہ ان کے پاس ایک عورت آئی جس کے ساتھ دو لڑکیاں تھیں اس نے سوال کیا حضرت عائشہ کے پاس ایک کھجور کے علاوہ کچھ نہ تھا، انہوں نے اس کو وہی دے دیا اس عورت نے اس کے دو ٹکڑے کر کے اپنی بچیوں کو دے دیے۔

حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ''صدقہ پروردگار کے غصہ کو بجھاتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے اور بری موت سے مراد وہ ہے جو ایمان کے ساتھ نہ ہو یا اچانک آجاوے جس کی وجہ سے وصیت وغیرہ نہ کر سکے یا موت کی گھبراہٹ میں برے کلمات زبان سے نکل جائیں۔ یہ

بھی ارشاد فرمایا: ’’بلا آنے سے پہلے صدقہ کرنے میں جلدی کرو، کیونکہ بلا صدقہ کو پھاند کر نہیں آسکتی۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’اے انسان! تو دوسروں پر خرچ کر میں تجھ پر خرچ کروں گا۔‘‘ یہ بھی حدیث شریف میں ہے کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ خرچ کر اور گن گن کر مت رکھ، ورنہ اللہ تعالیٰ بھی گن گن کر دیں گے (یعنی بے حساب بہت سا نہیں ملے گا) اور بند کر کے مت رکھ ورنہ اللہ بھی داد و ہش بند کر دیں گے، جس قدر ممکن ہو سکے خرچ کر، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول ﷺ کے ساتھ عید کے موقع پر تھا، آپ ﷺ نے عید کی نماز پڑھائی

اس کے بعد خطبہ دیا، پھر عورتوں کے پاس جا کر وعظ فرمایا اور ان کو نصیحت فرمائی اور صدقہ کرنے کا حکم دیا، عورتوں پر ایسا اثر ہوا کہ اپنے ہاتھوں سے کانوں اور گلوں سے زیور اتار اتار کر دے دیے اس وقت حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے وہ جمع کرتے رہے اس کے بعد حضرت رسول مقبول ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے گھر تشریف لے گئے اور اس صدقہ کے مال کو ضرورت مندوں پر خرچ فرمایا۔ خیرات کرنے میں ایسے موقع کا خاص دھیان رکھو جس کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہے جسے صدقہ جاریہ کہتے ہیں۔

حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا کہ بلا شبہ مومن کو اس کے عمل سے اور نیکیوں سے مرنے کے بعد جو ملتا ہے وہ علم ہے جس کا وہ عالم ہوا اور اسے وہ پھیلا گیا، نیک اولاد چھوڑ گیا یا قرآن شریف اس کے ترکہ سے کسی کو مل گیا یا مسجد یا مسافر خانہ تعمیر کر گیا یا نہر جاری کر گیا اپنے مال سے (اور کوئی) ایسا صدقہ اپنی زندگی میں کر گیا جو مرنے کے بعد اسے پہنچتا رہے۔ مثلاً کوئی دینی مدرسہ بنا دیا یا کسی مدرسہ کو قرآن شریف یا دینی کتابیں وقف کر دیں، وغیرہ وغیرہ۔

صدقے سے مال بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا، جو ہو سکے زندگی میں کر گزرو! دم نکلتے ہی سب دوسروں کا ہو جائے گا موت کے وقت یہ کہنا کہ فلاں کو اتنا دو اور فلاں کو اتنا دو اس میں بھی ثواب ہے، مگر خاص فضیلت نہیں ہے کیونکہ اب تو تمہارا رہا ہی نہیں دو چار منٹ میں دوسروں کا خود ہی ہو جائے گا۔

ام محمد رانا

ہماری مائیں

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

نام ونسب: جوریہ نام قبیلہ خزاعہ کے خاندان مصطلق سے ہیں سلسلہ نسب یہ ہے۔

جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جذیمہ (مصطلق) بن سعد بن عرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو مزیقیاء۔

نکاح اول: حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح اپنے ہی قبیلہ میں مسافع بن صفوان (ذی شفر) سے ہوا تھا۔

غزوہ مریسیع اور نکاح ثانی: حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ اور شوہر مسافع دونوں اسلام کے دشمن تھے چنانچہ حارث نے قریش کے اشارہ سے یا خود مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی تو مزید تحقیقات کے لیے بریدہؓ بن حصیب اسلمی کو روانہ کیا انہوں نے واپس آکر خبر کی تصدیق کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ کو تیاری کا حکم دیا ۲ شعبان سن ۵ ھ کو فوجیں مدینہ سے روانہ ہوئیں۔ مریسیع میں جو مدینہ منورہ سے ۹ منزل کے فاصلے پر ہے پہنچ کر قیام کیا لیکن حارث کو یہ خبریں پہلے سے پہنچ چکی تھیں اس لئے اس کی جمعیت منتشر ہوگئی اور وہ خود بھی کسی طرف نکل گیا

لیکن مریسیع میں جو لوگ آباد تھے انہوں نے صف آرائی کی اور دیر تک جم کر تیر برساتے رہے مسلمانوں نے دفعتاً ایک ساتھ حملہ کیا تو کفار کے پاؤں اکھڑ گئے ان کے 11 آدمی مارے گئے اور باقی گرفتار ہوگئے جن کی تعداد تقریبا 6 سو تھی ،غنیمت میں 2 ہزار اونٹ اور 5 ہزار بکریاں ہاتھ آئیں لڑائی میں جو لوگ گرفتار ہوئے ان میں حضرت جویریہؓ بھی تھیں۔

پھر حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ حارث جو عرب کا رئیس تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا میری بیٹی کنیز نہیں بن سکتی میری شان اس سے بالاتر ہے میں اپنے قبیلہ کا سردار اور رئیس عرب ہوں آپ اس کو آزاد کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ خود جویریہؓ کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے، حارث نے جا کر جویریہؓ سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیری مرضی پر رکھا ہے دیکھنا مجھ کو رسوا نہ کرنا انھوں نے کہا میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنا پسند کرتی ہوں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کر لی۔ ابن سعد نے اپنی معتبر ترین کتاب طبقات میں یہ روایت کی ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد نے ان کا زر فدیہ ادا کیا اور جب وہ آزاد ہو گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا۔ (ابن سعد ج ۸ ص ۴۸)

فضل وکمال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چند حدیثیں روایت کیں ان سے درج ذیل بزرگوں نے حدیث سنی حضرت ابن عباسؓ، جابرؓ، ابن عمرؓ، عبید بن السباق، طفیل ابوایوب مراغی، کلثوم، ابن مصطلق، عبداللہ بن شداد بن الہاد، اور کریبؒ۔

اخلاق: حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھیں، ایک دن صبح کو مسجد میں دعا کر رہی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے ہوئے چلے گئے دو پہر کے قریب آئے تب بھی ان کو اسی حالت میں پایا۔ جمعہ کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے تو روزہ سے تھیں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کل روزہ سے تھیں بولیں نہیں۔ فرمایا تو کل رکھو گی؟ جواب ملا نہیں۔ ارشاد ہوا تو پھر تم کو افطار کر لینا چاہیے (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے محبت تھی۔ اور ان کے گھر آتے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آکر پوچھا کہ کچھ کھانے کو ہے؟ جواب ملا میری کنیز نے صدقہ کا گوشت دیا تھا وہی رکھا ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ فرمایا اسے اٹھا لو کیونکہ صدقہ جس کو دیا گیا تھا اس کو پہنچ چکا۔

وفات: 65 سال کی عمر میں ربیع الاول سن ۵۰ ھ میں وفات پائی۔ مروان نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

پطرس بخاری

اخبار میں ضرورت ہے

یہ ایک اشتہار ہے لیکن چونکہ عام اشتہار بازوں سے بہت زیادہ طویل ہے اس لئے شروع میں یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوا، ورنہ شاید آپ پہچان نہ پاتے۔ میں اشتہار دینے والا ایک روزنامہ اخبار کا ایڈیٹر ہوں۔ چند دن سے ہمارا ایک چھوٹا سا اشتہار اس مضمون کا اخباروں میں یہ نکل رہا ہے کہ ہمیں مترجم اور سب ایڈیٹر کی ضرورت ہے یہ غالباً آپ کی نظر سے بھی گزرا ہوگا اس کے جواب میں کئی ایک امیدوار ہمارے پاس پہنچے اور بعض کو تنخواہ وغیرہ چکانے کے بعد ملازم بھی رکھ لیا گیا لیکن ان میں سے کوئی بھی ہفتے دو ہفتے سے زیادہ ٹھہرنے نہ پایا آتے کے ساتھ ہی غلط فہمیاں پیدا ہوئیں اشتہار کا مطلب وہ کچھ اور سمجھے تھے۔ ہمارا مطلب کچھ اور تھا، مختصر سے اشتہار میں سب باتیں وضاحت کے ساتھ بیان کرنا مشکل تھا۔

جب رفتہ رفتہ ہمارا اصل مفہوم ان پر واضح ہوا یا ان کی غلط توقعات ہم پر روشن ہوئیں تو تعلقات کشیدہ ہوئے تلخ کلامی اور بعض اوقات دست درازی تک نوبت پہنچی۔ اس کے بعد یا تو وہ خود ہی ناشائستہ باتیں ہمارے منہ پر کہہ کر چائے والے کا بل ادا کئے بغیر چل دیئے یا ہم نے ان کو دھکے مار کر باہر نکال دیا۔ اور وہ باہر کھڑے نعرے لگایا کئے۔ جس پر ہماری اہلیہ نے ہم کو احتیاطاً دوسرے دن دفتر جانے سے روک دیا اور اخبار بغیر لیڈر ہی کے شائع کرنا پڑا۔

چونکہ اس قسم کی غلط فہمیوں کا سلسلہ ابھی تک بند نہیں ہوا اس لئے ضروری معلوم ہوا کہ ہم اپنے مختصر اور مجمل اشتہار کے مفہوم کو وضاحت کے ساتھ بیان کریں کہ ہمیں کس قسم کے آدمی کی تلاش ہے اس کے بعد جس کا دل چاہے ہماری طرف رجوع کرے جس کا دل نہ چاہے وہ بے شک کوئی پریس الاٹ کرا کے ہمارے مقابلے میں اپنا اخبار نکال لے۔ امیدوار کے لئے سب

سے بڑھ کر ضروری یہ ہے کہ وہ کام چور نہ ہو۔ ایک نوجوان کو ہم نے شروع میں ترجمے کا کام دیا۔ چار دن کے بعد اس سے ایک نوٹ لکھنے کو کہا تو بپھر کر بولے کہ میں مترجم ہوں سب ایڈیٹر نہیں ہوں۔ ایک دوسرے صاحب کو ترجمے کے لئے کہا تو بولے میں سب ایڈیٹر ہوں، مترجم نہیں ہوں ہم سمجھ گئے کہ یہ ناتجربے کار لوگ مترجم اور سب ایڈیٹر کو الگ الگ دو آدمی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے اخبار میں یہ قاعدہ نہیں، ہم سے بحث کرنے لگے کہ آپ نے ہمیں دھوکا دیا ہے۔ دوسرے صاحب کہنے لگے کہ آپ کے اشتہار میں عطف کا استعمال غلط ہے ایک تیسرے صاحب نے ہمارے ایمان اور ہمارے صرف ونحو دونوں کی آڑ لیتے ہیں۔

ہمارے ہاں جو ملازم ہوں گے انہیں تو وقتاً فوقتاً ساتھ کی دکان سے پان بھی لانے پڑیں گے اور اگر انہیں بحث ہی کرنے کی عادت ہے تو ہم ابھی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے نزدیک سب ایڈیٹر کے معنے یہ ہیں ایڈیٹر کا اسم مخفف اخبار میں ایک عہدہ دار کا نام جو ایڈیٹر کو پان وغیرہ لا کر دیتا ہے۔ یہ بھی واضح ہے کہ ہمارا اخبار زنانہ اخبار نہیں لہذا کوئی خاتون ملازمت کی کوشش نہ فرمائیں۔ پہلے خیال تھا کہ اشتہار میں اس بات کو صاف کر دیا جائے اور لکھ دیا جائے کہ مترجم اور سب ایڈیٹر کی ضرورت ہے جو مرد ہو لیکن پھر خیال آیا کہ لوگ مرد کے معنی شاید جوانمرد سمجھیں اور اہل قلم کی بجائے طرح طرح کے پہلوان نیشنل گارڈ والے اور مجاہد پٹھان ہمارے دفتر کا رخ کریں۔

پھر یہ بھی خیال آیا کہ آخر عورتیں آئیں گی مردوں کی ایسی بھی کیا قلت ہے لیکن ایک دن ایک خاتون آ ہی گئیں۔ پرزے پر نام لکھ کر بھیجا ہمیں معلوم ہوتا کہ عورت ہے تو بلاتے ہی کیوں؟ لیکن آج کل کم بخت نام سے تو پتہ ہی نہیں چلتا۔ فاطمہ، زبیدہ، عائشہ کچھ ایسا نام ہوتا تو میں کسی بھی راستے سے باہر نکل جاتا لیکن وہاں تو ناز جھانجھروی یا عندلیب گلستانی یا کچھ ایسا فینسی نام تھا۔

آج کل لوگ نام بھی تو عجیب عجیب رکھ لیتے ہیں غلام رسول، احمد دین، مولا داد ایسے

لوگ تو ناپید ہی ہو گئے ہیں جسے دیکھئے نظامی گنجوی اور سعیدی شیرازی بنا پھرتا ہے۔ اب تو اس پر بھی شبہ ہونے لگا کہ حرارت عزیزی، نزلہ کھانسی، ثعلب مصری، ادیبوں ہی کے نام نہ ہوں عورت مرد کی تمیز تو کوئی کیا کرے گا۔ بہرحال ہم نے اندر بلایا تو دیکھا کہ عورت ہے دیکھا کے یہ معنی ہیں کہ ان کا برقعہ دیکھا اور حسنِ ظن سے کام لے کر اندازہ لگایا کہ اس کے اندر عورت ہے ہم نے بصد ادب واحترام کہا کہ ہمیں خواتین کو ملازم نہیں رکھتے انہوں نے وجہ پوچھی ہم نے کہا پیچیدگیاں، کہنے لگیں آگے بولیئے ہم نے کہا پیدا ہوتی ہیں۔ بھڑک کر بولیں کہ آپ بھی تو عورت کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے کیونکہ اس امر کا ہماری سوانح عمری میں کہیں ذکر نہیں اس لئے ہم تائید تردید کچھ نہ کر سکے۔ میری ولادت کو انہوں نے اپنا تکیہ کلام بنالیا، بہتیرا سمجھایا کہ جو ہونا تھا وہ ہو گیا اور بہرحال میری ولادت کو آپ کی ملازمت سے کیا تعلق؟ اور یہ تو آپ مجھ سے کہہ رہی ہیں اگر ہمارے پروپرائٹر سے کہیں تو وہ آپ کی اور میری ہم دونوں کی ولادت کے متعلق وہ وہ نظریئے بیان کریں گے کہ آپ ہکا بکا رہ جائیں گی۔ خدا خدا کر کے پیچھا چھوٹا۔

ہمارے اخبار میں پروپرائٹر کا احترام سب سے مقدم ہے وہ شہر کے ایک معزز ڈپو ہولڈر ہیں اخبار انہوں نے محض خدمتِ خلق اور رفاہ عام کے لئے جاری کیا ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ پبلک ان کی شخصیت اور مشاغل سے ہر وقت باخبر رہے۔ چنانچہ ان کے پوتے کا ختنہ، ان کے ماموں کا انتقال ان کے صاحبزادے کی میٹریکولیشن میں حیرت انگیز کامیاب (حیرت انگیز اس معنوں میں کہ پہلے ہی ریلے میں پاس ہو گئے) ایسے واقعات سے پبلک کو مطلع کرنا ہر سب ایڈیٹر کا فرض ہوگا۔ نیز ہر اس پریس کانفرنس میں جہاں خورد و نوش کا انتظام بھی ہو ہمارے پروپرائٹر مع اپنے دو چھوٹے بچوں کے جن میں سے لڑکے کی عمر سال اور لڑکی کی پانچ سال ہے شریک ہوں گے اور بچے فوٹو میں بھی شامل ہوں گے اور اس پر کسی سب ایڈیٹر کو زیر لب فقرے کسنے کی اجازت نہ ہوگی یہ بچے بہت ہی ہونہار ہیں اور حالات میں غیر معمولی دلچسپی لیتے ہیں۔

کشمیر کے متعلق پریس کانفرنس ہوئی تو چھوٹی بچی ہندوستانیوں کی ریشہ دوانیوں کا حال

سن کر اتنے زور سے روئی کہ خود سردار ابراہیم اسے گود میں لئے لئے پھرے تو کہیں اس کی طبیعت سنبھلی۔ ہمارے اخبار کا نام ''آسمان'' ہے پیشانی پر یہ مصرعہ مندرج ہے کہ آسمان بادل کا پہلے خرقہ دیرینہ ہے اس فقرے کو ہٹا کر کوئی سب ایڈیٹر کوشش نہ فرمائیں کیونکہ یہ خود ہمارے پروپرائٹر صاحب کا انتخاب ہے ہم نے شروع شروع میں ان سے پوچھا بھی تھا کہ صاحب اس مصرعے کا اخبار سے کیا تعلق ہے؟

کہنے لگے اخبار کا نام آسمان ہے اور اس مصرعے میں بھی آسمان آتا ہے۔ ہم نے کہا بجا لیکن خاص اس مصرعے میں کیا خوبی ہے کہنے لگے علامہ اقبال کا مصرعہ ہے اور علامہ اقبال سے بڑھ کر شاعر اور کون ہے اس پر ہم چپ ہو گئے پیشانی پر اردو کا سب سے کثیر الاشاعت اخبار لکھا ہے۔ میرا تجویز کیا ہوا ہے اسے بھی بدلنے کی کوشش نہ کی جائے کیونکہ عمر بھر کی عادت ہے ہم نے جہاں جہاں ایڈیٹری کی اپنے اخبار کی پیشانی پر یہ ضرور لکھا۔

بعض امیدوار ایسے بھی آتے ہیں کہ ساتھ ہی ہمیں سے سوالات پوچھنے لگتے ہیں ایک سوال بار بار دہراتے ہیں کہ آپ کے اخبار کی پالیسی کیا ہے کوئی پوچھے کہ آپ کی ذات کیا ہے ہماری پالیسی میں چند باتیں تو مستقل طور پر شامل ہیں مثلاً ہم عربوں کے حامی ہیں اور امریکہ سے ہرگز نہیں ڈرتے چنانچہ ایک دن تو ہم نے پریزیڈنٹ ٹرومین کے نام اپنے اخبار میں ایک کھلی چٹھی بھی شائع کر دی لیکن عام طور پر ہم پالیسی میں جمود کے قائل ہیں اسی لئے سب ایڈیٹر کو مسلسل ہم سے ہدایات لینی پڑیں گی۔

ہفتہ رواں میں ہماری پالیسی یہ ہے کہ پنڈی گھیپ کے ہیڈ ماسٹر کو موسم سرما سے پہلے پہل یا ترقی دلوائی جائے یا ان کا تبادلہ لاہور کرایا جائے (ان کے لڑکے کی شادی ہمارے پروپرائٹر کی لڑکی سے طے پا چکی ہے اور خیال رہے کہ موسم سرما میں شادی کر دی جائے)۔ انشاء کے متعلق ہمارا خاص طرز عمل ہے اور ہر سب ایڈیٹر اور مترجم کو اس کی مشق بہم پہنچانی پڑے گی۔ مثلاً پاکستان بنا نہیں معرض وجود میں آیا ہے، ہوائی جہاز اڑتا نہیں محو پرواز ہوتا ہے۔ مترجموں کو اس بات کا خاص

طور پر خیال رکھنا پڑے گا۔ ایک مترجم نے لکھا کہ کل مال روڈ پر دو موٹروں کی ٹکر ہوئی اور تین آدمی مر گئے۔ حالانکہ انہیں کہنا چاہئے تھے کہ دو موٹروں کے تصادم کا حادثہ رونما ہوا جس کے نتیجے کے طور پر چند اشخاص جن کی تعداد تین بتائی جاتی ہے مہلک طور پر مجروح ہوئے۔

لاہور کارپوریشن نے اعلان کیا کہ فلاں تاریخ سے ہر پالتو کتے کے گلے میں پیتل کی ایک ٹکیہ لٹکانی ضروری ہے جس پر کمیٹی کا نمبر لکھا ہوگا ایک مترجم نے یہ ترجمہ یوں کیا کہ ہر کتے کے گلے میں بلاّ ہونا چاہئے حالانکہ کارپوریشن کا مطلب ہرگز یہ نہ تھا کہ ایک جانور کے گلے میں ایک دوسرا جانور لٹکا دیا جائے۔

سینما کے فری پاس سب ایڈیٹر کی مشاہرے میں شامل نہیں۔ یہ پاس ایڈیٹر کے نام آتے ہیں اور وہی ان کو استعمال کرنے کا مجاز ہے، فی الحال یہ پروپرائٹر اور ان کے اہل خانہ کے کام آتے ہیں لیکن عنقریب اس بارے میں سینما والوں سے ایک نیا سمجھوتہ ہونے والا ہے اگر کوئی سب ایڈیٹر اپنی تحریر کے زور سے کسی سینما والے سے پاس حاصل کرے تو وہ اس کا اپنا حق ہے لیکن اس بارے میں ایڈیٹر کے ساتھ کوئی مفاہمت کر لی جائے تو بہتر ہوگا، علی ہذا جو اشیاء ریویو کے لئے آتی ہیں مثلاً بالوں کا تیل، عطریات، صابن، ہاضم دوائیاں وغیرہ وغیرہ ان کے بارے میں ایڈیٹر سے تصفیہ کر لینا ہر سب ایڈیٹر کا اخلاقی فرض ہوگا۔

ممکن ہے ان شرائط کو اچھی طرح سمجھ لینے کے بعد کوئی شخص بھی ہمارے ہاں ملازمت کرنے کو تیار نہ ہو اس کا امکان ضرور موجود ہے لیکن ہمارے لئے یہ چنداں پریشانی کا باعث نہ ہوگا ہمارے پروپرائٹر آگے ہی دو تین مرتبہ کہہ چکے ہیں کہ اسٹاف بہت بڑھ رہا ہے بہت بڑھ رہا ہے اور اسی وجہ سے انہوں نے ہماری ترقی بھی روک دی ہے عجب نہیں کہ جب ہم دفتر میں اکیلے رہ جائیں تو بات باہر نکل جاتی ہے۔ یہ معلوم کبھی نہیں ہوا کہ بات؟ کون سی بات؟ اپنے ڈپو پر بھی وہ اکیلے ہی کام کرتے ہیں اور اس کی وجہ بھی یہی بتاتے ہیں کہ ”ورنہ بات باہر نکل جاتی ہے۔“

☆☆☆

نعت رسول مقبول ﷺ

تڑپتے ہیں مچلتے ہیں بہت ارمان سینے میں
روانہ جب بھی قافلہ ہوتا ہے حج کے مہینے میں

بھلا یہ کیسے ممکن ہے محبت کے قرینے میں
کہ پروانہ یہاں تڑپے ، جلے شمع مدینے میں

محمد ﷺ اس طرح سے تشریف فرما ہیں مدینے میں
جس طرح سورۃ یٓس ہے قرآن کے سینے میں

کچھ اشک ندامت کے کچھ بار درود و سلام کے
رب نے بلایا تو یہ لے کے جائیں گے سوغات مدینے میں

یارب حسرت ہر وقت رہتی ہے میرے سینے میں
مروں مکہ میں اور دفنائی جاؤں میں مدینے میں

(بنت سمیر خاں)

۱۷ جولائی بروز ہفتہ 2010ء جامعہ میں ہل چل مچی ہوئی تھی اک عجیب قسم کی گہما گہمی تھی۔ ہر کوئی اپنی اپنی جگہ کل کی تیاریوں میں مصروف تھا کسی نے اپنی تقریر میں سے غلطیاں درست کروانی تھیں اور کوئی اپنی تلاوت، نعت، نظم سنا کر اپنے الفاظ کی ادائیگی درست کروا رہا تھا۔ کبھی یہ بات زیر بحث تھی کہ ساقی محفل کی ڈیوٹی کس کس کے سپرد ہوگی اور کبھی اس بات پر تکرار کہ مہمانوں کو سٹیج پر کس طرح سے خوش آمدید کہا جائے۔

جدائی کی آنے والی گھڑیوں کو بھلانے کے لیے شگفتہ باتیں (جو پورے چار سالوں میں صبح ۷ بجے سے شام ۵ بجے تک بھی ختم نہیں ہوئی تھیں) کر کے ایک دوسرے کو چھیڑ کر اور لڑ جھگڑ کر (بقول ہمارے لڑنے سے محبت بڑھتی ہے) اس احساس کو زائل کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ اساتذہ کے مشورے پر یہ طے ہوا کہ تقریب تو بخاری شریف کی ہے لہذا اس کو سجانے کا حق بھی ہے، جس کی ذمہ داری میری بہن کے سپرد کی گئی۔ اس مقصد کے لیے بخاری شریف (جلد ثانی) کی تمام کتابوں پر سفید کور چڑھایا گیا جس پر سنہرے رنگ سے پھول بنا کر سرخ رنگ سے بھرائی کی گئی اور کتاب کے درمیان میں طالبہ کا نام نمایاں الفاظ میں لکھا گیا۔ اس کے اوپر پلاسٹک کور چڑھا کہ اس محنت کو محفوظ کیا گیا۔

اس کے بعد بخاری شریف رکھنے والی تپائیوں کو بھی کتاب کی سجاوٹ کی مناسبت سے سفید کور اور سرخ رنگ کے ربن سے مزین کرنے کا انتظام کیا گیا۔ سب طالبات نے اپنے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کے پوروں پر مہندی لگائی، صبح سے لے کر رات دس بجے تک کا وقت یوں گزرا جیسے چند لمحے ہوتے ہیں۔ اپنی باجی ''ام سعاد'' کے کہنے پر ہر طالبہ نے تقریب کی آسانی اور بہتری

کے لیے دس دس نفل بطور منت مان لیے پھر اس کے ساتھ ہی ہر طالبہ نے ''**یاسلام**'' کا ورد جاری رکھا۔ عجیب قسم کی گرمجوشی تھی، ایک جذبہ تھا، ایک لگن تھی کہ ختم بخاری کون سا روز روز ہوتی ہے۔

۱۸ جولائی بروز اتوار کو تمام طالبات وقت پر حاضر تھیں درجہ عالمیہ کی طالبات سفید لباس میک اپ سے پاک، تصنع سے صاف چہرے...... کسی اور دنیا کی مخلوق لگ رہی تھیں۔

تقریب کا آغاز حسب روایت کلام الہیٰ سے ہوا۔ اسی طرح حمد باری تعالیٰ سے نعتوں کے خوبصورت گل دستوں سے، پرسوز ترانوں مختصر و مدلل تقاریر اور معلمات کے خوبصورت بیانات سے یہ محفل سجتی رہی۔

آخر کار وہ گھڑیاں آ گئیں جس کا سب کو انتظار تھا ملک بھر سے جید علماء کرام تشریف لا رہے تھے جن میں خاص طور پر حضرت مولانا سمیع الحق دامت برکاتہم اور مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب رونق افروز ہوئے۔ تقریباً ۱۱ بج کر ۴۰ منٹ پر مولانا سمیع الحق دامت برکاتہم نے مختصر تمہید کے بعد صحیح بخاری شریف کی آخری حدیث شریف پڑھائی، طالبات نے حدیث مبارکہ دہرائی۔

حضرت کے درس کو مفصل طور پر لکھنے کی کوشش ناکام گئی کیونکہ بار بار آنکھوں میں آنے والے آنسوؤں کی بناء پر لکھنے میں دقت تھی، ہاتھ قلم کو پکڑنے سے انکاری تھے اور بس......

اس کے بعد دوسرے جامعات سے آنے والی مہمان خواتین نے درجہ عالمیہ کی طالبات کی چادر پوشی کی۔ ان چادروں سے جو کہ محترم استاد جی حج کے موقع پر دیار نبوی ﷺ سے اپنی طالبات کے لیے لائے تھے۔

اس کے علاوہ وفاق المدارس میں بہترین کارکردگی کی بناء پر جامعہ کی جانب سے ہدایا دیئے گئے۔ اسی طرح طالبات نے بھی حسب توفیق اپنے اساتذہ کی خدمت میں ہدیے پیش کیے۔

آخر میں ہم سب کے مربی و مرشد حضرت علامہ قاضی محمد ارشد الحسینی مدظلہ نے دعا کروا کے سب کو رلا دیا۔

☆☆☆

عائشہ اوراس کی بہنوں کی تربیت بہت مذہبی ماحول میں ہوئی تھی۔ وہ چار بہنیں تھیں اوران کا باپ دل کا مریض تھا۔دو مرتبہ دل کا دورہ پڑنے کے بعداب بوڑھے اور کمزور دل میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ تیسرا جھٹکا برداشت کر سکے۔آسیہ بیگم یعنی عائشہ کی ماں ایک باہمت خاتون تھی وہ محلے کی عورتوں کے کپڑے سیتی اوراس طرح گھر کا چولہا جلتا۔

وہ اپنی بیٹیوں کی شادی کے سلسلے میں بہت پریشان رہتی تھی سب سے بڑی پریشانی یہ تھی کہ کوئی اچھا رشتہ ہی نہیں ملتا تھا اوراگر ملتا تو وہ لوگ غریب سمجھ کر رشتہ جوڑنے پر آمادہ ہی نہیں ہوتے تھے۔آج آسیہ بیگم گھر آتے ہی صفائی میں مصروف ہوگئیں اس کی محلے دار پروین نے ایک رشتے کے متعلق بتایا تھا اور آسیہ بیگم نے انہیں شام کا ٹائم دے دیا وہ صفائی کے ساتھ ساتھ اپنی بیٹیوں کو ہدایات بھی جاری کرر ہیں تھیں۔

آسیہ بیگم خوش ہوتے ہوئے'' دیکھو فاطمہ بیٹی! آنے والے مہمانوں کی خدمت میں کوئی کسر نہیں رہنی چاہیے۔ پروین بتارہی تھی کہ بہت امیر لوگ ہیں اورلڑکا باہر ملک سے آیا ہے آنیوالے مہمانوں کو عائشہ پہلی نظر میں ہی بہت اچھی لگی۔اگلے دن جب امی ابولڑکے کو دیکھ کر آئے تو وہ بھی بہت خوش تھے۔لڑکا متاثر کن حد تک خوبصورت تھا اور کماتا بھی بہت تھا اور خوشی کی بات یہ تھی کہ وہ لوگ بغیر جہیز کے عائشہ کو اپنی بہو بنانے کے لیے تیار تھے۔یوں خوشی خوشی منگنی کر دی گئی۔

کچھ دنوں کے بعد عائشہ کی ہونے والی نند اپنی چچازاد بہن آمنہ کو عائشہ سے ملوانے کے لیے لائی عائشہ جب آمنہ سے ملی تو اسے حیرت کے ساتھ خوشی بھی ہوئی کیونکہ آمنہ عائشہ کی پرانی سہیلی نکلی۔آمنہ نے خوش ہوتے ہوئے بتایا۔

عائشہ، سائم میرے انہی تایا کا بیٹا ہے جن کے متعلق میں نے تمہیں بتایا تھا کہ انہوں نے ایک انگریز عورت سے شادی کی تھی۔ عائشہ نے حیرانگی سے پوچھا ''تو کیا یہ اسی انگریز عورت کا بیٹا ہے'' آمنہ یقین دلاتے ہوئے۔ ''تو اور کیا؟ تبھی تو اتنا خوبصورت ہے'' مہمانوں کے جانے کے بعد عائشہ نے عشاء کی نماز پڑھی اتنے میں فون بج اٹھا امی نے جلدی سے فون اٹھایا تھوڑی دیر باتیں کرنے کے بعد عائشہ سے بولیں ''بیٹی سائم کا فون ہے اور وہ تم سے بات کرنا چاہتا ہے۔ لو بات کرو'' عائشہ حیرانگی سے ''مگر امی ...... میرا مطلب ہے کہ...... امی بات کاٹتے ہوئے۔ ''کوئی بات نہیں بیٹی آج کل دور ہی ایسا ہے۔ بات کر لو مگر احتیاط سے ایسا نہ ہو کہ اسے تمہاری کوئی بات بری لگے اور رشتہ ہاتھ سے جاتا رہے'' کان سے فون لگاتے ہی لڑکے کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی السلام علیکم کی جگہ اس نے گڈ نائیٹ کہا اور پھر نہ جانے کن ایکٹروں اور کیسی کیسی فلموں کے نام لیتا رہا یہ بھی پوچھا کہ تمہارے پسندیدہ ایکٹرز (اداکار) کون سے ہیں۔ پھر بولا ''تم میری کسی بات کا جواب کیوں نہیں دے رہی؟'' کیا تم خوش نہیں ہو؟ جواب میں عائشہ بولی: ''میں آپ سے صرف ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں اگر آپ کو برا نہ لگے'' ہاں ضرور پوچھو۔ عائشہ سوالیہ انداز میں ''آپ کے ابو مسلمان ہیں اور امی عیسائی آپ کا مذہب کیا ہے؟ جواب میں لڑکے نے کہا ''دیکھو عائشہ میں مذہب وغیرہ کے چکروں سے دور رہ کر زندگی گزارنا پسند کرتا ہوں۔ ویسے بھی اس ملک میں مسلمان کہلوا کر میں اپنا مستقبل خراب نہیں کر سکتا۔ ویسے بھی دنیا بہت ترقی کر چکی ہے۔ اب ایسی باتوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دیتا چلو دفع کرو اس بات کو۔ میرے پاس تمہارے لیے خوشخبری ہے۔ میں تمہارے لیے موبائل فون فون بھیج رہا ہو۔ عائشہ کو اس بے ہودہ گفتگو پر شدید غصہ آرہا تھا۔

اس نے ساری رات بے چینی میں گزار دی۔ عائشہ نے اپنی امی سے کہا کہ آج کے بعد وہ ہر گز فون پر بات نہیں کرے گی۔ مگر اسے اس وقت اپنے کانوں پر یقین نہیں آرہا تھا جب اس نے ابو کو امی سے کہتے ہوئے سنا۔

''آخر مسئلہ کیا ہے اس کے ساتھ؟ کیا روز ایک آدھ گھنٹہ بات نہیں کر سکتی؟ اپنے بیمار بوڑھے باپ اور چھوٹی بہنوں کا نہیں تو کم از کم اپنی بڑھتی ہوئی عمر کا ہی خیال کرے۔ عائشہ نے اپنی خالہ کی بیٹی اسوہ کو بلایا اور صورت حال سے آگاہ کیا۔

اسوہ بولی'' دیکھو عائشہ خالو جان ٹھیک کہتے ہیں لڑکا اتنے اچھے خاندان کا ہے۔'' ''کیا اچھا خاندان'' عائشہ غصے سے بولی'' آخر کسے سمجھتی ہو تم اچھا خاندان کسی سیاسی خاندان کو جو دولت کے لالچ میں اپنے بڑوں کی قربانیوں کو فراموش کر چکے ہیں۔ اس ملک کو حاصل کرنے کا مقصد بھول گئے ہیں۔ یا اس خاندان کو جو بے ضمیر ہو چکے ہیں اور خوبصورت گھروں میں رہتے ہوئے اپنی خواہشوں کے پودوں کو غریبوں کے خون سے سیراب کرتے ہیں اور دولت کے لالچ و گھمنڈ میں اندھے ہو چکے ہیں ان کے نزدیک عزت و بڑائی کا معیار صرف پیسہ ہے۔'' بولو کیا تعریف کرتی ہو تم اچھے خاندان کی۔ اسوہ سمجھاتے ہوئے دیکھو عائشہ! دنیا بدل چکی ہے ترقی ہو رہی ہے۔ تم بھی خود کو بدلو'' جواب میں عائشہ بولی دنیا بدل گئی ہے یا معاشرے کا توازن بگڑ گیا ہے لباس اور حلیہ بدل گیا ہے مگر اندر وہی انسان تمام تر برائیوں میں ترقی کے ساتھ موجود ہے۔ مردوں کا غیرت سے اور عورتوں کا شرو حیاء سے رشتہ ٹوٹ رہا ہے۔

ہر کام کا مقصد بجائے خدا کی رضا کے صرف دولت کمانا ہے۔ بچوں کے دلوں میں والدین اور اساتذہ کے لیے کوئی عزت نہیں رہی۔ وہ اپنے ان بڑوں کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں جنھوں نے انہیں زندگی گزارنے کا طریقہ بتایا۔ بچوں کے اس رویے کی وجہ سے بڑوں کے دل سے شفقت ختم ہوتی جا رہی ہے۔ دنیا کی کشتی گناہوں کے سمندر میں ڈوب رہی ہے اور انسان تباہی کی طرف جا رہا ہے۔ شاید تم ٹھیک ہی کہتی ہو۔ ہر برائی میں ترقی ہو رہی ہے۔ اسوہ بولی عائشہ تم ان سب کو بدل نہیں سکتی۔'' عائشہ فیصلہ کن انداز اپناتے ہوئے'' تو یاد رکھو میں ان جیسی بھی نہیں بن سکتی'' اسوہ غصے سے یہ کہتی ہوئی چلی گئی'' جو تمہارے دل میں آئے کرو۔'' عائشہ نے اپنی سہیلی آمنہ سے سب کچھ کہہ ڈالا اور اگلی صبح لڑکے کے گھر والے آکر رشتے سے انکار کر گئے۔

ایک سال گزرنے کے بعد امی نے ایک ایسے لڑکے کے متعلق بتایا جو غریب تھا مگر شریف اور نیک سیرت تھا۔ امی بولی ''بیٹی وہ پانچ وقت کا نمازی ہے۔ خوددار ہے اور سب سے بڑھ کر اللہ پہ توکل کرنے والا ہے۔ غریب ہے پھر بھی اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ فرمانبردار ہے مگر سائم جیسا امیر اور خوبصورت نہیں ہے۔ ہم تمہاری قسمت نہیں بدل سکتے۔ جواب میں عائشہ بولی ''امی جان خوبصورتی کا کیا ہے وہ ہمیشہ نہیں رہتی ایک ہی بیماری میں ختم ہوسکتی ہے اور رہی بات دولت کی اس سے بڑھ کر بے وفا کوئی نہیں اور یہ آنے جانے والی چیز ہے اصل چیز تو نیک سیرت ہونا ہے جو آخرت میں بھی کامیابی کا باعث ہے اور خوش گوار زندگی کا راز بھی اسی میں پوشیدہ ہے۔

شادی کے بعد جب عائشہ نے آکر امی اور اسوہ کو بتایا کہ ان لوگوں نے جان بوجھ کر خود کو غریب ظاہر کیا تھا۔ تاکہ لالچی لوگوں سے بچ سکیں۔ عمر (عائشہ کا شوہر) اور اس کے گھر والے بہت پیار کرنے والے ہیں میں بہت خوش ہوں تو اسوہ کو یوں لگا جیسے عائشہ اپنی جیت کی کہانی سنا رہی ہو۔

موثر علاج

ایک بادشاہ اپنے غیر معمولی موٹاپے کی وجہ سے تقریبا معذور ہو گیا تھا اس نے ایک طبیب سے رجوع کیا طبیب نے ان کا معائینہ کیا اور افسردہ لہجے میں کہا میرے منہ میں خاک حضور کی عمر میں صرف ایک ماہ باقی رہ گیا ہے۔ بادشاہ کو غصہ آ گیا اس نے طبیب کو قید کروا دیا، مگر طبیب کی بات نے اس کو سخت متفکر کر دیا، وہ موت کا ایک ایک دن گننے لگا متفکر ہونا اس کے لیے بہت سود مند ہوا، اس کا جسم رفتہ رفتہ گھٹنے لگا، اٹھائیس دن بعد طبیب کو جیل سے طلب کیا اور اس سے پوچھا بدزبان اب کیا کہتا ہے، طبیب نے جواب دیا'' بادشاہ سلامت کا اقبال بلند ہو، میں کوئی غیب دان نہیں مجھے تو خود اپنی عمر کا حال معلوم نہیں میرے پاس آپ کے مرض کی دعا اس کے سواء کوئی نہیں تھی کہ آپ کو غم اور فکر میں مبتلا کر دوں'' بادشاہ نے اسے آزاد کر دیا اور انعام واکرام سے نوازا۔

(انتخاب: عامر فرحان، لیہ)

یہ خانہ بدوش مغل اپنی اس خانہ بدوشانہ زندگی کے عادی ہو چکے ہیں۔ وہ انہی خیموں میں جوان ہوتے ہیں اور انہی خیموں میں مرجاتے ہیں۔ یہ لوگ گرمیوں میں پہاڑوں پر چلے جاتے ہیں جبکہ سردیوں میں میدانی اور ریگستانی علاقوں کی طرف لوٹ آتے ہیں۔''

ننھے بابر کے ذہن میں بہت سے سوالات کلبلا رہے تھے اس لیے اس نے بیک وقت اپنے باپ سے کئی سوالات کر ڈالے۔

''بابا جانی! میرا ذہن کچھ الجھ سا گیا ہے میں سمجھ نہیں پا رہا کہ یہ لوگ گرمیوں میں پہاڑوں کی طرف کیوں چلے جاتے ہیں اور سردیوں میں میدانی اور ریگستانی علاقوں کی طرف کیوں لوٹ آتے ہیں؟ یہ لوگ مستقلاً ایک جگہ پر کیوں قیام پذیر نہیں ہوتے؟ ہر وقت حرکت میں رہنا انہیں کیا فائدہ پہنچاتا ہے؟ ان کے ہاں نہ تو کوئی مدرسہ ہے اور نہ ہی پڑھنے کے لیے کوئی کتاب، انہیں پڑھانے والا نہ تو کوئی معلم ہے اور نہ ہی دولت علم سے بہرہ مند کرنے والا کوئی عالم۔ آخر ایسا کیوں ہے؟ اور ان سب چیزوں کے بغیر یہ لوگ زندہ کس طرح ہیں؟ شہروں کے پختہ مکانوں کی بجائے ریگستان میں اپنے غیر محفوظ خیموں میں کیوں رہتے ہیں؟''

عمر شیخ مرزا نے اپنے ننھے ولی عہد کو چمکارتے ہوئے کہا ''بیٹا! تیرے تمام سوالوں کے جواب تو میں پہلے ہی دے چکا ہوں۔ بات دراصل یہ ہے کہ منگول (مغل) اپنی سرزمین، اپنی ثقافت اور اپنے تمدن کو کسی بھی قیمت پر تیاگنا نہیں چاہتے انہیں ہماری متمدن دنیا سے کوئی سروکار نہیں۔ وہ اپنے تمدن سے بہت پیار کرتے ہیں اور اپنے وطن سے ایک لمحے کیلئے بھی جدا رہنا انہیں گوارا نہیں یہی وجہ ہے کہ ایک عالم کو اپنے زیر نگیں لانے کے باوجود وہ اپنی سرزمین سے الگ نہیں

ہوئے ان کے قدم ابھی تک اپنی زمین سے جڑے ہوئے ہیں انہیں بھوک پیاس سردی اور گرمی کی صعوبتیں تو گوارا ہیں مگر اپنی مٹی سے دور رہنا گوارا نہیں ہے۔

میرے بیٹے! یہ بات یاد رکھنا جو لوگ غیروں کے تہذیب وتمدن، ان کی ثقافت اور ان کی معاشرتی زندگی سے متاثر ہو کر اپنی مٹی، اپنی ثقافت اور اپنی تہذیب کو تیاگ دیتے ہیں وہ دنیا میں کبھی نیک نام نہیں رہتے ان کا حشر اس کوے جیسا ہوتا ہے جو ہنس کی چال سیکھنے گیا تھا مگر اپنی چال بھی بھول بیٹھا۔

منگول اپنی دھن کے پکے ہیں اس لیے تو انہوں نے ایک عالم کو اپنے پاؤں تلے روند ڈالا ہے۔آج اگر چہ ان میں باہمی منافرتوں اور شخصی خود غرضیوں کی بناء پر وہ دم خم نہیں ہے مگر اس کے باوجود ان کی مونچھوں کے تاؤ میں کوئی کجی نہیں آئی۔ وہ جاہل، اجڈ اور وحشی ہی سہی مگر اپنے اصولوں اور اپنی دھن میں پختہ تر ہیں۔تمہارے ماموں بھی انہی اصولوں کے پیش نظر شہروں کے مالک ہونے کے باوجود مغلستان کے ریگزار کو اپنا مسکن بنائے بیٹھے ہیں۔''

ننھے بابر کو آج اس قدر حیرت انگیز معلومات حاصل ہوئی تھیں جن کی وجہ سے وہ بڑی الجھن اور مخمصے کا شکار ہو گیا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ منگول کس قدر سخت جان، جری، محبّ الوطن اور اپنے اصولوں کے پکے تھے! اس کا اشتیاق بڑھتا جا رہا تھا وہ چاہتا تھا کہ مغلستان اور اس میں بسنے والے لوگوں کو قریب سے دیکھے، ان کے خیموں میں رہنے کا تجربہ حاصل کرے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ وہ اپنے ماموؤں سے، ان کی اولادوں سے ملے، ان کی تہذیب وتمدن کا قریب سے نظارہ کرے۔اس نے اس خواہش کا اپنے باپ سے برملا اظہار کرتے ہوئے کہا:

''بابا جانی! کیا میں اپنے ماموؤں اور ماموں زادوں سے ملنے کے لیے مغلستان میں انکے ہاں جا سکتا ہوں اور ان کے ساتھ ان کے خیموں میں رہنے کا تجربہ حاصل کر سکتا ہوں؟''

عمر شیخ مرزا نے اپنے بیٹے کی پیٹھ پیار سے تھپتھپاتے ہوئے کہا:

''جان من! ایسا ممکن نہیں ہے محلوں میں رہنے والے اور پر تعش زندگی بسر کرنے والے

ہم لوگ ریگستان میں بسنے والے سخت جان خانہ بدوشوں کے ساتھ ان کے غیر محفوظ خیموں میں چند لمحے بھی بسر کرنے کے متحمل نہیں۔ ان خیموں میں نہ تو کسی مدرسے کا وجود ہے اور نہ ہی وہاں کتابیں ہیں اس طرح تیرا تعلیمی سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔ طوفانی ہواؤں میں چمڑے کے خیمے میں رہنے کا تیرا تجربہ تجھے بہت مہنگا پڑے گا۔ اس پر مستزاد یہ کہ تمہارے چچاؤں نے مغلستان کے خاقان اور تیرے ماموں محمود خان سے میرے خلاف ساز باز کر رکھی ہے وہ لوگ ایک مشترکہ لشکر ترتیب دے رہے ہیں تا کہ میرے زیر قبضہ علاقوں پر فوج کشی کر کے انہیں مجھ سے چھین لیں۔ تیرا نانا یونس خان نہ صرف میرا ہمدرد تھا بلکہ میرا محافظ بھی تھا۔ اس کے ہوتے ہوئے تیرے چچاؤں کو میرے علاقوں پر فوج کشی کی جرات نہ ہوئی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یونس خان انہیں اپنی بھرپور طاقت سے کچل کر رکھ دے گا اگرچہ وہ لوگ بھی اس کے داماد تھے مگر وہ مجھے ان سب پر ترجیح دیتا تھا یہی وجہ تھی کہ انہیں میری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

یونس خان کے مرتے ہی انہوں نے تیرے ماموؤں کو میرے خلاف بھڑکا دیا ان کے نزدیک میں ایک سازشی اور ناقابل اعتبار شخص ہوں میرا قلع قمع کرنا ان کے لیے باعث اطمینان ہوگا۔ وہ چاہتے ہیں کہ فرغانہ پر اپنا تسلط جما کر اس کے حصے بخرے کر کے اسے آپس میں تقسیم کر لیں۔ ان نامساعد حالات کے پیش نظر میں تجھے مغلستان بھیجنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا اس طرح وہ تجھے اپنا یرغمال بنا کر مجھ سے اپنی ہر شرط منوا سکتے ہیں۔ میں اپنی شہ رگ ان کے ہاتھ میں دے دوں یہ مجھے گوارا نہیں ہے۔

باتوں باتوں میں دونوں باپ بیٹوں کو وقت گزرنے کا احساس تک نہ ہوا سورج اپنی منزل کے آخری پڑاؤ کی طرف رواں دواں تھا۔ عمر شیخ مرزا نے وقت کی نزاکت کے پیش نظر اپنے بیٹے کے ساتھ واپسی کا راستہ ناپا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں آخشی کے محل میں تھے شاہی محل میں پہنچنے کے بعد عمر شیخ مرزا بابر کو مزید معلومات بہم پہنچانے کی غرض سے محل کے بائیں باغ دلکشا باغ میں لے گیا۔ دل کشا باغ نہایت ہی خوبصورت تھا اس میں انواع واقسام کے پھل دار درخت اور

پھول دار پودے لگے ہوئے تھے ہر طرف پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو پھیلی ہوئی تھی جو مشام جان کو معطر کیے دے رہی تھی۔

باغ کے ایک کونے میں بہت بڑا میوزیم (عجائب گھر) تھا۔ اس عجائب گھر میں امیر تیمور کے ملکوں ملکوں سے لائے ہوئے ہنرمندوں کے بنائے ہوئے خوبصورت مجسمے رکھے تھے اور مصوروں کی مختلف انداز میں بنائی ہوئی وہ تصویریں آویزاں تھیں جن میں امیر تیمور کی فتوحات کے منظر محفوظ کر دیئے گئے تھے۔ بابر کو عجائب گھر میں رکھی گئی تصویریں اور مجسمے بہت پسند آئے۔ وہ ان کے حسن کی بھول بھلیوں میں کھو سا گیا اسے خصوصا وہ تصویریں بہت پسند آئیں جن میں فتوحات ہند کے متعلق مناظر محفوظ کر دیئے گئے تھے۔

عمر شیخ مرزا بابر کو لیے لیے آخشی سے باہر دریائے سیحوں کے کنارے پہنچ گیا وہ اسے آخشی شہر کے محل وقوع سے آگاہ کرنا چاہتا تھا چنانچہ اس نے بابر کو بتایا کہ آخشی شہر کے جنوب میں جو یہ دریا بہہ رہا ہے اسے دریائے سیحوں کہتے ہیں یہ دریا آخشی شہر کے لیے فصیل کا کام بھی دیتا ہے اور اس کے پانی سے آخشی کے گرد و نواح کی سرزمین بھی سیراب ہوتی ہے تم دیکھ رہے ہو کہ آخشی کے قلعے اور دریائے سیحوں کے درمیان بے شمار چھوٹی بڑی قدرتی خندقیں واقع ہیں جو حملہ آوروں کو قلعے میں گھسنے نہیں دیتیں۔ آخشی کے شمال میں وہ پہاڑیاں واقع ہیں جنہیں تم اپنی آنکھوں سے دیکھ آئے ہو۔ یہ پہاڑیاں فرغانہ اور مغلستان کے درمیان حد فاصل کا کام دیتی ہیں۔

عمر شیخ نے مرزا نے اپنی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا: ''شاہی محل جو آخشی کے قلعہ کے وسط میں واقع ہے اس محل سے ایک راستہ اوپر پہاڑوں کی طرف جاتا ہے اور ایک دوسرا راستہ اندر جان تک پہنچتا ہے یہاں سے اندر جان کا فاصلہ نو فرلانگ یعنی ستائیں میل ہے۔ اگر آخشی کے قلعے کو اندر سے بند کر لیا جائے تو پھر کوئی حملہ آور بھی اندر جان تک نہیں پہنچ سکتا۔''

آج بابر کو اپنے باپ کی طرف سے ایسی معلومات حاصل ہوئی تھیں جو قبل ازیں کبھی حاصل نہیں ہوئی تھیں اس کے دل و دماغ کے کئی گوشے کھلتے چلے گئے تھے وہ آج جو کچھ سن اور دیکھ

رہا تھا اسے اپنے ذہن کے گوشوں میں محفوظ کرتا چلا جا رہا تھا۔

آج کی سیر نے اس کے سامنے ایک نئی دنیا کو متعارف کرایا تھا۔ اس سے پہلے تو وہ زنان خانے میں قید خانے کی سی زندگی بسر کرتا چلا آیا تھا اس کی نانی ہر وقت اس کے کانوں سے چمٹی رہتی تھی بس جس قدر معلومات وہ اسے بہم پہنچاتی وہ اس کی متاع تھی۔

نانی اماں کو اپنے خاوند، اپنے بیٹوں اور مغلوں کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں سوجھتا تھا اس کی معلومات کا دائرہ انہی مغلوں کے اردگرد ہی گھومتا تھا۔

وقت پر لگا کر اڑتا رہا اور بابر زنان خانے سے نکل تن تنہا اندرجان کے گردونواح کی سیر تک ہی محدود رہا اسی حیص بیص میں اس کی زندگی کا ایک سال اور گزر گیا۔ اب وہ چھ سال کا ہو چکا تھا عمر شیخ مرزا چاہتا تھا کہ اس کا ولی عہد دینی اور دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ فن سپاہ گری میں بھی طاق ہو اس خیال کے پیش نظر اس نے قنبر علی نامی شخص کو (جسے عرف عام میں سلاخ کہتے تھے اور جو ایک نامی گرامی شمشیر زن، نیزہ باز، شہسوار اور جنگجو تھا) شہزادے بابر کی جنگی تربیت پر مامور کر دیا۔

قنبر علی نہایت ہی سخت گیر شخص تھا وہ ایک لحیم و شحیم مگر گھٹے ہوئے جسم کا مالک تھا اس کے چہرے مہرے پر ترشی مترشح تھی اس کی عمر کم و بیش اڑتالیس سال تھی اگرچہ وہ شخص قطعی ان پڑھ تھا مگر بڑا پُر اعتماد، کھرا اور مآل اندیش انسان تھا۔ اس پر مستزاد یہ کہ وہ فن سپاہ گری میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔

عمر شیخ مرزا نے قنبر علی عرف سلاخ کو بلا کر کہا: ''شہزادہ ولی عہد کو گھڑ سواری اور ہتھیاروں کے استعمال میں اس طرح طاق کر دو کہ تمہاری طرح فن سپاہ گری میں بے مثل ہو جائے

قنبر علی نے مودبانہ عرض کی: حضور سلطان معظم! شہزادہ معظم ابھی بہت چھوٹا ہے گھڑ سواری اور ہتھیاروں کا استعمال بیک وقت سیکھنا اس کے لیے بہت مشکل ہوگا۔

پہلے اسے گھڑ سواری میں ماہر ہونا چاہیے اور بعد ازاں اسے ہتھیاروں کے استعمال سے روشناس

کرانا چاہیے۔

عمر شیخ مرزا نے قدرے تلخی سے کہا: ''نہیں! نہیں! یہ دونوں کام ایک ساتھ ہونے چاہئیں میں نہیں چاہتا کہ الگ الگ کاموں میں وقت ضائع ہو مجھے شہزادے کی فنی تربیت میں کوئی فروگذاشت اور تساہل گوارا نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ گھڑ سواری اور ہتھیاروں کے استعمال کی تربیت ساتھ ساتھ چلے۔

قنبر علی نے لرزیدہ لہجے میں کہا: ''حضور والا! آپ کے حکم کی بہر صورت بجا آوری ہوگی میں کل صبح ہی سے دونوں کام ساتھ ساتھ شروع کر دوں گا۔

اگلی صبح قنبر علی بابر کو اپنے ساتھ لیئے لیئے محل سے کچھ فاصلے پر موجود ایک باغ میں لے گیا جہاں بابر کے کئی خدمتگار، اس کا گھوڑا، تلوار، تیروں سے بھرا ترکش اور ایک چھوٹی سی کمان لیے انتظار کر رہے تھے ایک خدمتگار نے آگے بڑھ کر ننھی سی زرہ بکتر اور ایک چھوٹا خود پہنا دیا۔

قنبر علی نے شہزادے کو پہلا درس تیر اندازی کا دیا اس نے دور ایک بڑے درخت کے موٹے سے تنے پر کچھ سفید سفید دائرے بنا دیئے تا کہ شہزادہ ان دائروں کو اپنا ہدف بنا سکے پہلے پہل تو قنبر علی نے بذات خود ان دائروں کو اپنے تیروں کا نشانہ بنایا تا کہ شہزادہ اسے تیر چلاتے ہوئے دیکھے۔

پھر اس نے آگے بڑھ کر شہزادے کو کمان پکڑنا، کمان پر تیر چڑھانا اور کمان کے چلے کو کھینچنے کا گر بتایا اس نے بابر سے کہا: تیر کے سرے کو کمان کی تانت پر رکھ کر اسے انگلی اور انگوٹھے کی چٹکی کی مدد سے مضبوطی سے تھامو ہدف پر نظریں جماؤ ایک ہاتھ سے کمان کے چلے اور دوسرے ہاتھ سے تانت کو مخالف سمتوں میں کھینچو۔ اور پھر ہدف کی طرف تیر چھوڑ دو''

بابر نے اپنے استاد کے حکم کی من و عن تعمیل کی اور تیر چھوڑ دیا اگر چہ تیر ہدف پر تو نہ بیٹھا مگر ہدف سے گزر کر دور جا گرا یہ پہلا تیر تھا جو بابر نے اپنی زندگی میں چلایا تھا۔

پھر یہ عمل بار بار دوہرایا جانے لگا تیر اگر چہ درخت کے تنے میں ادھر ادھر پیوست

ہوتے چلے گئے مگر ہدف پر نہ بیٹھے۔

استاد اسے تواتر سے بتاتا رہا کہ اپنے ہدف کو کس طرح نظر میں سمویا جاتا ہے اور پھر ہاتھ اور نظر کے اشتراک سے نشانہ کس طرح لگایا جاتا ہے ایک گھنٹے کی تیراندازی کی مشق نے جہاں بابر کو نشانہ باندھنے کا گر سکھا دیا وہاں اس کے اشتیاق کو بھی مہمیز لگائی۔

شروع شروع میں زرہ بکتر اور خود بابر کے لیے کافی تکلیف دہ ثابت ہوا مگر وقت کے ساتھ ساتھ وہ ان کا عادی ہوتا چلا گیا۔ تیراندازی کے بعد گھڑسواری کی باری تھی۔ بابر کے جسم سے زرہ بکتر اور سر سے خود اتار لیا گیا اور پھر اسے گھوڑے پر سوار کر کے باغ کے گرداگرد کئی چکر لگوائے گئے۔

شہزادے کے اتالیق قنبر علی نے اس سارے عمل کے بعد شہزادے سے کہا: شہزادے یہ عمل (تیراندازی اور گھڑسواری) روزانہ کئی بار دوہرایا جائے گا آہستہ آہستہ آپ زرہ بکتر اور خود پہن کر گھڑسواری کے عادی ہوتے چلے جائیں گے آپ کو زندگی میں بھاری زرہ بکتر اور بھاری خود پہن کر نجانے کتنا لمبا سفر طے کرنا پڑے اور بعض اوقات تو آپ اس دشوار گزار سفر کو پیدل طے کرنے پر بھی مجبور ہو سکتے ہیں اگر آپ کی مشق پختہ ہوگی تو پھر آپ بلا جھجک یہ ساری صعوبتیں برداشت کریں گے۔

بابر کو یہ ساری باتیں سیکھنے میں ایک سال لگ گیا۔ اب وہ سات برس کا ہو شکا تھا عمر شیخ مرزا کی طرف سے اسے حکم ملا کہ وہ اب زنان خانے سے نکل کر اس کے ساتھ رہا کرے۔

بنابریں بابر کو زنان خانے اور نانی اماں کی لایعنی گفتگو سے نجات مل گئی وہ مستقلاً اپنے باپ کے ہاں رہنے لگا جو کبھی اندرجان میں ہوتا تھا تو کبھی آخشی میں، کبھی سمرقند میں تو کبھی تاشقند میں کبھی مرغنیان میں تو کبھی کاشان میں یہاں تک کہ بابر بارہ سال کا ہو گیا۔

اس عرصے میں وہ ایک اچھا شہسوار بن چکا تھا۔ بھاری بکتر اور خود پہن کر گھڑسواری کرتے ہوئے بآسانی تلوار چلا سکتا تھا۔ عمر شیخ تک یہ خبریں پہنچ رہی تھیں کہ اس کے بھائی مغلستان کے خاقان محمود خان سے ساز باز کر کے ایک لشکر جرار ترتیب دے رہے ہیں تاکہ فرغانہ پر حملہ

آور ہوکر اسے حق سلطانی سے محروم کردیں۔

عمر شیخ مرزا نے یہ ساری باتیں اپنے ولی عہد بابر کے گوش گزار کرتے ہوئے کہا ''بیٹا! تمہارے چچا یہ سوچ رہے ہیں کہ اپنی بڑی فوج کے بل بوتے پر فرغانہ کو تاراج کردیں اور مجھے حق سلطانی سے محروم کردیں۔ یہ ان کی بھول ہے میں ان کی اس سازش سے غافل نہیں ہوں۔ میں نے ان کی سرکوبی کے لیے ایک لشکر جرار تیار کر رکھا ہے میں ان پر اس طرح بار بار حملے کروں گا کہ ان کا بھرکسی نکل جائے گا میں ان کے ناک میں دم کردوں گا میں چاہتا ہوں کہ تم بھی میرے شانہ بشانہ رہو۔''

(جاری ہے)

☆☆☆

کیا ہوا محمد؟ اتنے پریشان کیوں ہو؟ طلحہ نے کالج سے نکلتے ہی پوچھا۔ وہ چند دن سے محمد میں غیر معمولی تبدیلی محسوس کر رہا تھا۔ اس نے کئی مرتبہ پوچھا مگر اسے جواب نہ مل سکا۔

کچھ نہیں یار بس ایسے ہی دل افسردہ ہے۔ محمد نے افسردگی سے جواب دیا طلحہ مسلسل اس کے چہرے کے تاثرات نوٹ کر رہا تھا محمد کے چہرے پر پریشانی کا اثر نمایاں تھا۔

محمد اور طلحہ بہت اچھے دوست تھے۔ دونوں اپنی شریف طبیعت اور شاندار تعلیمی ریکارڈ کی وجہ سے کالج اور محلے دونوں جگہ ہر دل عزیز تھے۔ مگر دونوں میں ایک چیز متضاد تھی محمد کی نسبت طلحہ کا مذہبی رجحان کم تھا۔ اور محمد کو یہ بات اچھی نہ لگی تھی بہرحال وہ طلحہ کو سمجھاتا تھا اور اس کے اصرار پر طلحہ بعض اوقات نماز وغیرہ پڑھ بھی لیتا۔

اس دن طلحہ کو سمجھ نہی آ رہی تھی کہ محمد کیوں پریشان ہے؟ وہ اسوقت تو چپ رہا مگر شام کو پھر محمد کے گھر جا پہنچا۔ طلحہ کے بے حد اصرار پر محمد نے کہنا شروع کیا۔

طلحہ ہم سب بھی بس نام کے مسلمان ہیں عالم کفر ہمارے پیارے آقا کے بارے میں آئے روز گستاخیاں کرتا ہے اور ہم اتنے بے عمل اور بزدل ہیں کہ چپ بیٹھے تماشا دیکھتے رہتے ہیں طلحہ سمجھ گیا کہ محمد کیوں پریشان ہے۔

ایک مرتبہ پھر گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کا سن کر اس کے دل پر چوٹ لگی تھی۔ یہ بات تھی کہ طلحہ کو دکھ نہ تھا دکھ تو اسے بھی بہت ہوا تھا مگر دو تین جلسوں میں شریک ہو کر اور نعرہ بازی کر کے اس نے دل کا بوجھ ہلکا کر لیا تھا اور اس کے خیال میں اس نے حق ادا کر دیا تھا اور اس کے علاوہ وہ کر بھی کیا سکتا تھا یہ سوچ کر وہ پھر سے اپنے معمولات پر آ گیا تھا۔ مگر محمد ابھی تک اسی وجہ سے پریشان تھا۔

محمد! مگر ہم کر بھی کیا سکتے ہیں؟ طلحہ نے خود ہی اس خاموشی کو توڑا کیوں نہیں کر سکتے ہم؟ اگر وہ اتنا بڑا اقدم اٹھا سکتے ہیں تو کیا ہم اتنے بزدل ہو گئے ہیں کہ اپنے نبی ﷺ کے بارے میں توہین آمیز باتیں سن کر چپ بیٹھ جائیں؟ کیا ہم اپنے عمل سے ان کے اس فعل بد کا جواب نہیں دے سکتے؟ بتاؤ؟

تم کیا کہنا چاہ رہے ہو؟ کھل کے کہو نا طلحہ نے پوچھا تو وہ پھر سے کہنے لگا۔ طلحہ! ہماری بہادری، رعب، دبدبہ اور غلبے کا راز ہمارے نبی ﷺ کے طریقوں اور تعلیمات میں مضمر تھا، ہے اور رہے گا جب سے ہم نے اپنے نبی ﷺ کے طریقوں کو چھوڑا ہے اغیار ہم پر چڑھ دوڑے ہیں اور اغیار کی یہ گستاخانہ حرکت اسی کا نتیجہ ہے اگر ہم آج بھی اپنے پیارے نبی ﷺ کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں اور اپنے نبی ﷺ کی سنتوں پر عمل پیرا ہوں اور اپنے نبی ﷺ کی سنتوں پر عمل کریں تو پھر ممکن ہی نہیں کہ ہمارا غلبہ نہ ہو، ہم اپنے نبی ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر آج بھی اپنا مقام پا سکتے ہیں۔ ہم پھر سے پوری دنیا پر قابض ہو سکتے ہیں اگر آج ہم اسلامی تعلیمات پر عمل کر رہے ہوتے تو ہمارے قول وفعل سے اسلامی تعلیمات کی خوشبو آتی اور ہمارا ظاہر و باطن ہمارے آقا محمد ﷺ اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی عادات و طرز کی عکاسی کر رہا ہوتا۔ اہل کفر کو کبھی اتنی جرات نہ ہوتی۔ ابھی بھی وقت ہے کہ ہم اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر لیں۔

طلحہ خاموشی سے یہ سب سنتا رہا اس کی آنکھوں میں ندامت کے آنسو تھے۔ محمد چپ ہوا تو طلحہ بولا: محمد! تم نے میری آنکھیں کھول دیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ آج سے نمازوں کی بھی پابندی کروں گا اور چہرے پر سنت رسول ﷺ بھی سجاؤں گا اپنے حلیئے کو اپنے پیارے نبی کے حلیئے جیسا بناؤں گا انشاء اللہ بلکہ یہی نہیں ہم ہر جگہ اپنے نبی کی تعلیمات کو پھیلائیں گے اور تمام لوگوں کے دلوں میں محبت رسول ﷺ کو بیدار کریں گے اور اس کی ابتداء سب سے پہلے اپنی ذات اور اپنے گھر سے کریں گے اور اس طرح چراغ سے چراغ جلتا رہے گا۔ دونوں نے بیک زبان ہو کر انشاء اللہ کہا اور مسجد کی جانب چل دیئے جہاں سے آذان کی آواز سنائی دینے لگی تھی۔

☆☆☆

مولانا صاحب:

میں اکثر ڈراؤنے خواب دیکھتی ہوں ایک مہینے میں کم از کم تین سے چار مرتبہ مجھے کوئی نہ کوئی خوفناک خواب ضرور دکھائی دیتا ہے۔ کبھی دیکھتی ہوں کہ کوئی مجھے قتل کر رہا ہے کبھی یوں نظر آتا ہے کہ کوئی مجھے بہت زیادہ مار رہا ہے۔ کبھی کوئی خوفناک صورتحال نظر آتی ہے اور کبھی دباؤ سا محسوس ہوتا ہے۔ میں بہت پریشان رہتی ہوں کئی لوگوں سے ذکر بھی کیا لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ گزشتہ ماہ سکول میں ایک کلاس فیلو نے آپ کا رسالہ پڑھنے کے لئے دیا۔ خواب اور ان کی تعبیر والا صفحہ پڑھا تو ذہن سے بوجھ ہٹتا ہوا محسوس ہوا۔

آپ سے گذارش ہے کہ میرے ڈراؤنے خوابوں کی تعبیر بتائیں اور کوئی ایسا ورد بتائیں جس کی برکت سے مجھے ان پریشان کن خوابوں سے نجات مل جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

(نوشابہ فرہاد، واہ کینٹ)

اس کائنات کی دیگر مخلوقات کی طرح خواب کو پیدا کرنے والی ذات اسی پروردگار کی ہے جس کے حکم اور امر سے یہ خواب انسانوں کو نظر آتے ہیں۔ ہر خواب خواہ وہ اچھا ہو یا برا اللہ ہی کی طرف سے اور اسی کے امر سے ہوتا ہے تاہم یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اچھا خواب اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے بطور بشارت ہوتا ہے اور مومن بندے کے لئے اطمینان کا باعث ہوتا ہے۔ انہیں اچھے خوابوں کے بارے میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

لم یبق من النبوة الا المبشرات.

قالوا: وما المبشرات؟قال : الرویا الصالحة.

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

''بشارتوں کے علاوہ نبوت کی کوئی چیز باقی نہیں رہی۔''

صحابہؓ نے دریافت کیا کہ بشارتوں سے کیا مراد ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سچا خواب۔''

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اہل ایمان کے پاس سوائے خوابوں کے کوئی ایسی چیز باقی نہیں رہی جس سے مستقبل کے اچھے حالات کی طرف اشارہ ملتا ہو۔ جس طرح بادل سے بارش کی خبر ملتی ہے اسی طرح سچے خواب بھی مستقبل کے حالات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اچھے خوابوں کے برعکس برے، مکروہ اور ناپسندیدہ خواب شیطان کی شرارت کے سبب سے ہوتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''الرویا الصالحة من الله والحلم من الشیطان . فاذا رایٰ احدکم ما یحب فلا یحدث به الا من یحب واذا رایٰ ما یکره فلیتعوذ بالله من شرها ومن شر الشیطان ولیقل ثلاثا ولا یحدث احدافانها لا تضره. ''

اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے اس لئے جب تم میں سے کسی کو اچھا اور پسندیدہ خواب آئے تو اس خواب کو صرف اس شخص سے بیان کرے جس سے اسے محبت اور اعتقاد ہو اور جب کوئی برا اور ناپسندیدہ خواب نظر آئے تو اللہ تعالیٰ سے اس برے خواب اور شیطان کے شر سے تین مرتبہ پناہ مانگے۔ اور ایسے خواب کو کسی سے بیان نہ کرے تو یہ خواب اسے کوئی نقصان نہ پہنچائے گا۔''

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ برا خواب دیکھنے کے بعد بائیں طرف تین مرتبہ تف (تھوتھو) کرکے **اعوذ بالله** پڑھنی چاہئے اور پھر کروٹ بدل کر لیٹ جانا چاہئے۔

برے خوابوں کے ذریعے مسلمانوں کو خوف زدہ کرنے سے شیطان کا مقصد ان کو تنگ کرنا اور

پریشانیوں میں مبتلا کرنا ہوتا ہے اسی بنا پر برے خواب کے بعد شیطان سے پناہ مانگنے کی تاکید کی گئی ہے۔
ایک اہم بات یہ ذہن میں رکھیں کہ اپنا خواب ہر کسی کے آگے بیان نہ کیا کریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔ **لا تحدث رئویاک الا حبیباً او لبیباً**
''کہ اپنا خواب سوائے اپنے دوست اور عالم دین کے کسی سے بیان نہ کرو۔''

خواب کی تعبیر کے سلسلہ میں یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ معبر جیسی تعبیر دے عموماً ویسا ہی ہوجاتا ہے اس لئے کبھی بھی عام لوگوں سے اپنا خواب بیان نہ کیا کریں۔

دوسری اہم بات یہ کہ اکل حلال اور راست گوئی کو سچے خوابوں میں بڑا دخل ہوتا ہے۔ اس لئے جن لوگوں کو برے اور ناپسندیدہ خواب زیادہ آتے ہیں انہیں چاہئے کہ مشتبہ اور حرام غذاؤں، غیبت، جھوٹ اور بدگوئی سے مکمل پرہیز کریں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ارشاد گرامی کا مفہوم ہے کہ جو شخص سب سے زیادہ سچا اور راست گو ہے اس کا خواب بھی سب سے زیادہ سچا ہے۔ میں آخر میں آپ کو اس دعا کی تلقین کرتا ہوں کہ جس کی تلقین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے شخص کو فرمایا کرتے تھے جو خواب میں ڈر جاتا یا کسی پریشان کن خواب کی وجہ سے تناؤ کا شکار ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص خواب میں ڈر جاتا یا کسی خواب کی وجہ سے پریشان ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی پریشانی دور کرنے کے لئے اس دعا کی تلقین فرماتے۔

اعوذ بکلمات اللہ التامة من غضبه و عقابه و شر عباده و من همزات الشیاطین و ان یحضرون.

''میں اللہ تعالیٰ کے تمام کلمات کے صدقے اللہ تعالیٰ کے غصے اور عذاب سے اس بندوں کے شر سے، شیاطین کے وسوسوں سے اور شیاطین کے میرے پاس آنے سے پناہ چاہتا ہوں۔''

☆☆☆

اجزاء:

گوشت گائے کا:ایک کلو باسمتی چاول: تین پاؤ کچا پپیتا: 2 چمچ دہی:ایک پاؤ سفید مرچ پسی ہوئی:1 چمچ تیز پات:1 عدد،لونگ:4 عدد، دارچینی:2 عدد آئل:ایک پاؤ ہری مرچ:4عدد باریک کٹی ہوئی ہرا دھینا اور پودینہ:تھوڑا سا باریک کٹا ہوا ٹماٹر:2 عدد خشخاش پسی ہوئی:1 چمچ سرخ مرچ پسی ہوئی:2 چمچ جائفل پسی ہوئی:1/4 چمچ جاوتری پسی ہوئی:چٹکی بھر ادرک لہسن کا پیسٹ:2 چمچ نمک:ایک کھانے کا چمچ

ترکیب:

گوشت کو لمبے ٹکڑوں میں کاٹ لیں،دھو کر پانی اچھی طرح نکال لیں تمام مسالے سوائے تیز پات،لونگ اور دارچینی کے گوشت میں اچھی طرح مکس کر کے کم از کم 4 گھنٹے کے لئے رکھ دیں۔ چاول کو 20 منٹ بھگو کر رکھیں پھر ابلتے ہوئے پانی میں نمک ڈال کر صرف 5 منٹ بوائل کر کے چھلنی میں ڈال دیں اور ٹھنڈا ہونے دیں۔

ایک بڑی دیگچی میں مسالہ ملا گوشت بچھائیں،اس کے اوپر بوائل چاول اچھی طرح پھیلا دیں،اوپر سے ہری مرچ، پودینہ، ہرا دھنیا اور ٹماٹر ڈال کر ڈھکن بند کر دیں اور ڈھکن پر کوئی وزنی چیز رکھ دیں کہ بھاپ باہر نہ نکلے اور دھیمی آنچ پر پکنے دیں۔30 منٹ بعد چاولوں کو اچھی طرح الٹ پلٹ کریں اس طرح کہ گوشت اوپر آ جائے اب اگر پانی باقی ہو تو مزید دم پر رکھیں اور اگر پانی باقی نہ ہو اور چاول سخت رہ گئے ہوں تو پانی کا ہلکا سا چھڑکاؤ کریں اور دم پر رکھ دیں۔مزیدار کچے گوشت کی بریانی تیار ہے۔

روحانی علاج

ابوالسمعان المدنی

بے روزگاری:

جو نفس بھی اس دنیا میں آتا ہے وہ اپنے مقدر کا لکھا ساتھ لے کر آتا ہے پوری کائنات کی تمام مخلوقات کو جس ذات نے پیدا کیا ہے اسی نے ان تمام مخلوقات کے رزق کا ذمہ بھی لیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ **وما من دابة فی الارض الا علی الله رزقها.**

''اس زمین پر حرکت کرنے والے ہر جاندار کا رزق اللہ کے ذمے ہے۔''

اس تمہید کا مقصد اس بات کو ذہن نشین کروانا ہے کہ رازق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اب دوسری بات کی طرف آئیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات اگرچہ اس بات پر پوری طرح قادر ہے کہ ہر مخلوق کو گھر بیٹھے اس کے حصے کا رزق پہنچا دے لیکن اس خالق و مالک نے نظام کائنات کو ایک ترتیب سے تشکیل دیا ہے اور اس ترتیب کا تقاضا ہے کہ حضرت انسان ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر نہ بیٹھ رہے بلکہ خود کو حرکت میں لا کر اس دنیا کی بہتر اور ترقی میں اپنے حصے کا کام کرے۔

ہماری نوجوان نسل کا ایک بڑا حصہ صرف خوابوں اور خیالی منصوبوں کے سہارے زندہ ہے اور عملی طور پر کچھ کرنے کے بجائے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر منتظرِ فردا ہے، عملی طور پر کوشش کرنے کے بعد دعا کریں اور نتائج کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر چھوڑ دیں۔

یاد رکھیں کہ یہ دنیا دارالاسباب ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں وسائل و اسباب اختیار کرنے کا مکلّف بنایا ہے۔ ہر ممکن وسائل و اسباب اختیار کریں اور پھر اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا مانگیں۔

اگر آپ بے روزگاری اور رزق کی تنگی کا شکار ہیں تو مندرجہ بالا تحریر کو اچھی طرح ذہن میں بٹھالیں اور اس کے ساتھ ساتھ درج ذیل باتوں کا بھی اہتمام کریں۔

1- قریبی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کریں۔ یاد رکھیں کہ صلہ رحمی سے رزق میں برکت ہوتی ہے اور عمر میں اضافہ ہوتا ہے۔

2- مالی تنگی کے باوجود صدقہ کا اہتمام کریں۔ صدقہ کے لئے ضروری نہیں کہ بہت بڑی رقم ہو بلکہ جتنا آسانی سے ہو سکے صدقہ کر دیا کریں اور اس کو اپنا معمول بنائیں۔ صدقہ سے مال میں ترقی ہوتی ہے۔

3- شکر ادا کرنے والا دل اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے جس حال میں بھی ہوں اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے رہا کریں۔ شکر سے نعمتوں میں ترقی ہوتی ہے۔ یہ قرآنی فیصلہ ہے۔

4- ہمیشہ اپنے سے کمتر لوگوں کو دیکھیں۔ اپنے سے زیادہ مالدار اور خوشحال لوگوں کو دیکھنے کے بجائے غریب اور مفلوک الحال افراد کو دیکھیں گے تو دل سے بے اختیار شکر کے کلمات ادا ہوں گے۔ اچھی اور خوشحال زندگی گزارنے کا یہ نبوی نسخہ استعمال کریں اور پر سکون اور مطمئن زندگی کے مزے لوٹیں۔

5- اگر روزگار نہ ملتا ہو تو درج ذیل عمل کریں۔ ان شاء اللہ بہت جلد غیب سے کوئی نہ کوئی انتظام ہو جائے گا۔

پارہ نمبر 29 میں ایک سورۃ ہے جس کا نام سورۃ مزمل ہے۔ یہ سورۃ رزق کی کشائش کے لئے تیر بہدف نسخے کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کو درج ذیل طریقے سے پڑھیں۔

دن رات میں کوئی خاص وقت مقرر کر لیں۔ ہر روز اس خاص وقت پر پہلے گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھیں پھر گیارہ سو گیارہ مرتبہ ''یــا مـغـنـی'' پڑھیں۔ اس کے بعد گیارہ مرتبہ سورۃ مزمل پڑھیں اور آخر میں پھر درود شریف گیارہ مرتبہ پڑھ لیں۔ یہ عمل مسلسل چالیس دن تک کریں۔

ان شاء اللہ اللہ رب العزت غیبی طور پر مدد فرمائیں گے۔

☆☆☆

کوئز مقابلہ

1- عرب ممالک میں چھپنے والے قرآن کریم کے نسخوں میں ''حزب'' کسے کہتے ہیں؟

2- حضرت علیؓ نے غزوہ تبوک میں کتنے کفار کو قتل کیا تھا؟

3- کس صحابیؓ کی دجال سے ملاقات ہوئی تھی؟

4- متحدہ عرب امارات کن کن ریاستوں پر مشتمل ہے؟ نام بتائیں۔

5- قطب الدین ایبک کی بنائی ہوئی مشہور مسجد اور اس مسجد کے مینار کا نام بتائیں؟

6- ''ساتواں در'' کن شعراء کے مجموعہ کلام پر مشتمل ہے؟

7- کشف المحجوب اور کشف المفتاح کے مولفین کے نام بتائیں؟

8- مچھر کی زندگی اوسطاً کتنے دن کی ہوتی ہے؟

9- کس موسم میں سورج زمین کے زیادہ قریب ہوتا ہے؟

10- ہندوستان کے معروف تعلیمی ادارے دارالعلوم دیوبند کے چھ ابتدائی ارکان کے اسمائے گرامی بتائیں؟

سابقہ سوالات کے جوابات:

1- حضرت الیاس علیہ السلام 2- حضرۃ ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ 3- محمد علی جوہر، ابوالکلام آزاد 4- عمر خیام 5- کنول 6- لیتھیم 7- فاسقینا کموہ 8- آزاد کشمیر، فاٹا، شمالی علاقہ جات، گلگت بلتستان، اسلام آباد 9- علامہ انور شاہ کشمیریؒ 10- ایک ہی بیٹا تھا حماد

☆ ہماری اس ماہ کی ونر ہیں **عائشہ بابر، لاہور** ادارہ ان کو ان کی کاوش پر مبارکباد کے ساتھ ساتھ حسب وعدہ انعامی کتب بھی ارسال کر رہا ہے

ایک محفل میں ایک صاحب کافی دیر سے اپنی تعریف آپ کر رہے تھے۔ باتیں کرتے کرتے انہیں اپنا ماضی بے اختیار یاد آیا۔ فرمانے لگے ہمارے بچپن کا زمانہ بھی کیا سستا زمانہ تھا۔ دایہ زچگی کروا کر تھوڑا سا گڑ اور آٹھ آنے لے کر خوش ہو جاتی تھی۔

مشفق خواجہ پچھلی صف میں بیٹھے یہ باتیں سن رہے تھے۔ یہ جملہ سنتے ہی ان صاحب سے یوں گویا ہوتے ''اور آٹھ آنے میں بچے بھی آپ جیسے پیدا ہوتے تھے۔'' یہ سنتے ہی پوری محفل زعفران زار بن گئی۔

(حمیرا نور، لاہور)

☆☆☆

ایک سردار کا ہاتھ چارہ کاٹنے والی مشین میں آ گیا۔

اس کے دوست نے افسوس کرتے ہوئے کہا: ''شکر کرو، دایاں نہیں آیا''

سردار بولا: آیا تو دایاں ہی تھا میں نے جلدی سے کھینچ کر بایاں ہاتھ دے دیا''

(حمیرا نور، لاہور)

☆☆☆

ایک سردار (حلوائی سے) آپ کتنے سالوں سے جلیبیاں بنا رہے ہیں؟

حلوائی (خوش ہو کر): جی 30 سال سے۔

سردار: ''بڑے شرم کی بات ہے آپ کو آج تک جلیبی سیدھی بنانی نہیں آئی۔''

(حمیرا نور، لاہور)

ہوتی ہے وفا ان کی نگاہوں سے نمایاں
الفاظ میں کرتے ہیں جو اظہار بہت کم
خاموش محبت کا یقین کیوں نہیں کرتے
ہم اہلِ وفا کرتے ہیں اظہار بہت کم
محمد اسحاق (منڈی بہاؤالدین)

کون یاد رکھتا ہے پرانی رفاقتیں
مٹی کا نام نہیں مٹی کے تیل میں
(حمیرا انور، لاہور)

حفاظت پھول کی ممکن نہیں ہے
اگر کانٹے میں ہو خوئے حریری
(شکیلہ سلیم، نارووال)

زندگی انسان کی کیوں اتنی محدود ہوتی ہے
چلے جاتے ہیں دنیا سے ان کی کمی محسوس ہوتی ہے
(انیلہ، نارووال)

اداسی کا یہ پتھر آنسوؤں سے نم نہیں ہوتا
ہزاروں جگنوؤں سے بھی اندھیرا کم نہیں ہوتا
(انیلہ، نارووال)

وقت کی آنچ پر پتھر بھی پگھل جاتے ہیں
قہقہے ٹوٹ کر آنسوؤں میں بدل جاتے ہیں
کون یاد رکھتا ہے کسی کو عمر بھر کے لیے
وقت کے ساتھ خیالات بدل جاتے ہیں
(حمیرا انور، لاہور)

میں فقط خاک ہوں مگر حضور ﷺ سے ہے نسبت میری
لیک یہی رشتہ ہے جو میری اوقات بدل دیتا ہے
(آمینہ کنول، نارووال)

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلمان
اللہ کرے تجھ کو عطا جراتِ کردار
(شکیلہ سلیم، نارووال)

سراپا معصیت میں ہوں سراپا مغفرت وہ ہے
خطا کوشی روش میری خطا پوشی ہے کام اس کا
(انیلہ، نارووال)

وہ مرد نہیں جو ڈر جائے حالات کے خونی منظر سے
جس دور میں جینا مشکل ہے اس دور میں جینا لازم ہے
(حافظ محمد علی، نارووال)

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے
(شبانہ کوثر، نارووال)

تو ہے سورج تجھے معلوم کہاں رات کا دکھ
تو کسی روز اتر میرے گھر شام کے بعد
(شکیلہ سلیم، نارووال)

دیکھ کیسی قیامت سی ٹوٹی ہے آشیانوں پر
جو لہو سے تعمیر ہوئے تھے پانی سے بہہ گئے
محمد نعیم خان (لیہ)

وہی محفوظ رکھے گا میرے گھر کو طوفانوں سے
جو بارش میں شجر سے گھونسلہ گرنے نہیں دیتا
محمد مزمل (ملتان)

آج کی رات بھی ممکن ہے نہ سوؤں یارو
یاد پھر آئے ہیں نیندوں کو اڑانے والے
محمد بلال (جھنگ)

اپنا تو کسی طور سے کٹ جائے گا یہ دن
تو جس سے ملے آج کے دن اسے عید مبارک
جمیلہ (پلندری، آزاد کشمیر)

آزادی یہ نہیں کہ عورت بے حیا ہو جائے
فیشن یہ نہیں کہ عورت بے قبا ہو جائے
اسلام ہی ہے دن کے لیے بے مثل چراغ بہنو!
روشنی یہ نہیں کہ عورت بے ضیاء ہو جائے
(شبانہ کوثر، نارووال)

جس لوگوں کا اصحاب پر ایمان نہیں
ان کے لیے بخشش رحمٰن نہیں
جو کہتے ہیں اصحابؓ وفادار نہیں
دراصل میں وہ شیطان ہے انسان نہیں
(حافظ محمد علی، نارووال)

ذرے اس خاک کے تابندہ ستارے ہوں گے
جس جگہ آپ نے نعلین اتارے ہوں گے
لوگ تو لے چلیں گے یوم محشر حسن اعمال
سرورا ہمیں تو فقط تیرے ہی سہارے ہوں گے

سارے شکوے جناب تیرے ہیں
دل پہ سارے اختیار تیرے ہیں
تم یاد آؤ تو نیند نہیں آتی
نیند آئے تو سارے خواب تیرے ہیں

میرا اس شہر عداوت میں بسیرا ہے کہ جہاں لوگ
سجدوں میں بھی لوگوں کا برا چاہتے ہیں
محمد اعجاز (قصور)

وہ بھی کیا عجیب شخص تھا کہ جس کی ذات پر محسن
جب اعتبار بڑھ گیا تو اختیار نہ رہا
محمد رضوان (شیخوپورہ)